بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

ابتدائی نصاب دینیات

(Basic Course on Virtuous Ethics)

بچوں کیلئے

(For Children)

Vol «2 & 3» باب

دینیات واخلاقیات

(Religious & Moral Ethics)

Part I to IV حصہ اول تا چہارم

مرتبہ

الحاج سید محی الدین میر لطیف اللہ شاہ قادری

المعروف منیر پاشاہ قادری سابق مہتمم پولیس حیدرآباد

لطیف اکیڈمی اینڈ پبلیشرز، ٹولی چوکی حیدرآباد (انڈیا) فون: 040-23568160

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

ابتدائی نصاب دینیات بچوں کیلئے

(Basic Course on Virtuous Ethics for children)

دینیات و اخلاقیات

(Religious & Moral Ethics)

Vol 2 & 3 باب

Part I to IV حصہ اول تا چہارم

مع

چہل حدیث

جامع و مرتب

الحاج سید محی الدین میر لطیف اللہ شاہ قادری M.S. (ece), MIETE,

المعروف منیر پاشاہ قادری سابق مہتمم پولیس حیدرآباد

اسم تصنیف : دینیات و اخلاقیات

ترتیب و زیراہتمام : سید محی الدین میر لطیف اللہ شاہ قادری
رسم اجراء بدست : حضرت محمد غوث محی الدین صدیقی قادری مدظلہ العالی
جانشین بحرالعلوم حسرت صدیقیؒ

سنہ اشاعت : ڈسمبر 2006ء ذی قعدہ ۱۴۲۷ھ
تعداد طبع اول : 500
ہدیہ : Rs. 25/-
ناشر : لطیف اکیڈمی پبلیکیشنز
ٹولی چوکی حیدرآباد۔ فون : 23568160

کمپوزنگ، ڈیزائننگ اینڈ پرنٹنگ : لمعان کمپیوٹر گرافکس
چھتہ بازار حیدرآباد۔
سل : 9440877806

ملنے کے پتے :

1) **Lateef Academi,**
Quadri Manzil, H.No. 9-4-135/A/5,
7 Domes Road, Toli Chowki, Hyderabd. Ph. 23568160

2) **Khaja Moinuddin Khaledi, Al-Quadri,**
Astan-e-Khaled, Barkas, Hyderabad. Ph. 24440135

3) **Dr. Abdul Qadir Siddiqui,**
Astan-e-Izzat, Sidiqu Gulshan, Bahadurpura, Hyd. **Cell: 9885020384**

4) **Lam'a_n Computer Graphics,**
Naser Commercial Complex, Chatta Bazar, Hyd. Cell: 9440877806

E Mail: lateefacademy@gmail.com **http://lateefacademy.page.tl**

فہرست

صفحہ	مضامین	سلسلہ نمبر
5	PREFACE پیش لفظ	1
7	INTRODUCTION دیباچہ	2
9	PART I **حصہ اول**	3
10	**چہل حدیث** (1 تا 5)	4
11	PRAISE **حمد:۔** اللہ ہے میرا خدا	5
12	ENCOMIUM **نعت :۔** میرا نبی باعزت ہے	6
13	(FAITHFULNESS) ایمان داری	7
14	(CARE & RESPECT OF PARENTS) ماں باپ کی خدمت اور ادب	8
18	(TRUTH) سچائی	9
19	PART II **حصہ دوم**	10
20	**چہل حدیث** (6 تا 10)	11
21	(CLEANLINESS & SANCTITY) صفائی اور طہارت	12
23	(RIGHTS OF RELATIVES) رشتہ داروں کے حقوق	13
26	(RIGHT OF NEIGHBOURS) پڑوسیوں کے حقوق	14

29	PART III **حصہ سوم**	15
30	**چھل حدیث** (11 تا 15)	16
31	(SYMPATHY) ہمدردی	17
35	(CHARITY) سخاوت	18
37	(TRUST WORTHINESS) امانت داری	19
41	PART IV **حصہ چہارم**	20
42	**چھل حدیث** (16 تا 20)	21
43	(TRUTHFULNESS) راست بازی	22
45	(FORGIVENESS) عفو	23
49	(FULFILMENT OF PROMISE) ایفائے عہد	24
53	اخلاقیات	25
54	فہرستِ اخلاقیات	26

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ (Introduction)

الشیخ خواجہ ابوالخیر میر مومن علی شاہ قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ

2/ مئی (1919) تا 24/ جون (1972)

پدر ماجد سیدی و مرشدی ڈاکٹر خواجہ ابوالخیر میر مؤمن علی شاہ قادری چشتی کا شمار حیدرآباد دکن کے سادات گھرانے کے نامور صالحین واقطابِ زمانہ میں ہوتا ہے۔ حضرت قبلہؒ اپنے جد اعلیٰ حضرت محبوب سُبحانی غوثِ الاعظم الشیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے شیدائی و نور نظر ہیں۔ آپؒ کی پوری زندگی بہترین اخلاق و کردار صبر و شکر الٰہی کا نمونہ رہی۔ آپؒ کو ربُّ العزت حق سبحانہ تعالیٰ نے قلب سلیم اور چشم بینا سے سرفراز فرمایا۔

بے شمار مریدین و معتقدین آپؒ کی تعلیم و تربیت اور صحبت بابرکت میں فہم صحیح اور تزکیہ نفس سے آراستہ ہوتے رہے۔ مجھ کمتر پر بھی آپؒ کی خصوصی کرم نوازیاں ہیں۔ اُسی سلسلہ تعلیم کو عام فہم انداز میں قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی ضرورت کے پیش نظر مجھ فقیر وحقیر نے یہ درسی کُتب کی ترتیب و اِشاعت کے اہم کام کی شروعات کی ہے اور بفضل تعالیٰ دینیاتی اور اخلاقی نظریہ فکر کی تکمیل میں کُتب عرفانی شائع کیے جا رہے ہیں جو نہایت عام فہم ہیں بلکہ حسب ضرورت انگریزی الفاظ کا بھی استعمال کیا گیا ہے تا کہ قارئین کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

گو کہ یہ کام انتہائی مشکل ہے لیکن میرے والدین کے منشأ کی تکمیل ہے۔ میں اِس کتاب کو جو بچوں کے نصاب کے طور پر ترتیب دی گئی ہے میرے پدر ماجد عالی مقام سیدی حضرت خواجہ ابوالخیر میر مومن علی شاہ قادریؒ کی نذر کرتا ہوں۔ اور اِسے اُنکی کی نظر کرم کا صلہ تصور کرتا ہوں۔

چنانچہ جو کتب زیرِ طباعت ہیں ان میں قابلِ ذکر

۱) صراطِ مستقیم وراہِ سلوک ۲) مراءتِ معراج المبارک ۳) غزواتِ نبوی ﷺ

۴) فضائلِ رمضان المبارک ۵) طریقہ ومسائلِ حج وعمرہ ۶) آسان علمِ تجوید قرآن

۷) بنیادی نصاب دینیات واخلاقیات (سوال وجواب پر مبنی) چار حصوں میں بچوں کیلئے۔

۸) ''کشکول قادریہ'' (حقائق ومعارف پر مبنی) ۹) نقشِ قدمِ رسول ﷺ (ائمہ ومجتہدین اور فنِ حدیث کے متعلق) ہیں۔

مزید ٹیلی ایجوکیشن کے مدِ نظر تفسیر قرآن مجید کے آڈیو سی ڈیز اور کیسٹ خود میری اپنی آواز میں تیار ہو رہے ہیں تا کہ قرآن فہمی کو خصوصاً طلباء وطالبات میں عام کیا جاسکے۔ بفضلِ تعالیٰ یہ بہت مقبول ہو رہے ہیں۔

آخر میں اللہ سبحانہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے مرشدین کامل کے وسیلہ وطفیل میں میری سعی کو اپنی مقبولیت سے سرفراز فرمائے اور میری جانی انجانی کوتاہیوں کو معاف فرمائے۔ اور ملتِ اسلامیہ کے نونہالوں (طلبہ وطالبات) کو اِن کتب سے استفادہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

خادم

فقیر، سید محی الدین میر لطیف اللہ شاہ قادری

M.S. (ece), MIETE,

سابق مہتمم پولیس حیدرآباد

ربیع اول ۱۴۲۶ء م اپریل ۲۰۰۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ Preface

الحمدللہ، نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسوله الكريم

اما بعد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم طلب العلم فريضة علىٰ كل مسلم و مسلمة (حدیث) یعنی علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔

عرض حال یہ ہے کہ زمانہ حاضرہ میں جدید ترقی (Modern Development) کے پردہ میں ہم اپنے بچوں کو دینیات و اخلاقیات (Relegious Values and Ethics) کے گراں قدر زیور سے آراستہ کرنے کے اہم منصب (Duty) پر کوئی توجہ نہیں دیتے۔ یہی کچھ حال موجودہ تمام قوموں اور حکومتوں کا بھی ہے۔ چنانچہ آج کے دور کا بچہ یا بچی گو کہ عصری تعلیم سے بہرآور (Prosper) تو ضرور ہو رہا ہے مگر اُس میں دینیات اور اخلاقیات کا فقدان (Lack of) ہے۔ نتیجہ یہ کہ طلباء و طالبات ہر وقت احساسِ کمتری (Inferiority Complex) یا پھر احساسِ برتری (Superiority Complex) جیسی کمزوریوں کا شکار ہو کر اطمینانِ قلب (Peaace of heart) کھو بیٹھتے ہیں۔ اور بسا اوقات مایوسی (Disappointment) کا شکار بچے خودکشی (Suicide) یا ظلم وستم اور لوٹ کھسوٹ (Exploitation & oppression) جیسی معاشرتی بیماریوں سے دو چار ہوتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔ یہ وباء عام ہوتی جا رہی ہے اور امن وسکون کی برقراری مشکل مسئلہ بن گئی ہے۔

لہٰذا دینیات و اخلاقیات کا ابتدائی نصاب مرتب کرنے کی اہمیت وضرورت محسوس کی گئی۔ چنانچہ انتھک کوشش اور لگن بحمد اللہ، ان چار رسالوں کی شکل میں پائے تکمیل کو پہنچی جو ہماری دیرینہ جستجو اور آرزو رہی تھی۔ تجربہ کے طور پر محلّہ کی ''مسجد حبیبہ'' کی کمیٹی کی خواہش پر گرمائی چھٹیوں میں دینیاتی تعلیمی وتربیتی کورس (Classes) چلانے کا مجھ حقیر کو موقع عطا ہوا۔ اس کورس میں بچوں کو ان ہی مرتبہ کتب سے استفادہ کیا گیا اور بحمد اللہ یہ کورس نہایت کامیاب ثابت ہوا اور اسکے اختتام پر طلباء و طالبات کو سٹرٹفکیٹ اور انعامات سے سرفراز کیا گیا۔ چونکہ یہ کتب جدید طور (Modern Method) پر سوال وجواب پر مبنی ہیں، ان کو بچوں نے پسند کیا اور بڑوں نے سراہا اور مقبول ہوئیں۔

یہ کُتب نہایت ہی مفید ہیں، ان کی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں عقائد (Belief) و عام فقہ (General Islamia Law) کے مسائل (Issue) کے علاوہ سرورِ کائنات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ اور دوسرے رسولوں علیہم السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام، اکابرِ اسلام (مثلاً اولیاء وائمہ) کے پرکیف واقعات موجود ہیں۔ نیز انسانی

اخلاق و کردار کے نشونما کا سامان وتفصیلات جن سے بچوں کی فطرت پر اچھا اثر مرتب ہوتا ہو، اُن کے استعدادی مدارج (Capabilities & Standards) کا لحاظ کرتے ہوئے حسبِ موقع درج کئے گئے ہیں۔ایسے مسائل قصداً ترک کردیئے گئے ہیں جن کا جاننا بچوں کیلئے قبل از وقت ہو۔

ان کتب کے مرتب کرنے میں مجلس نصاب سررشتۂ تعلیمات حیدرآباد دکن کے رسالہ دینیات سے استفادہ کیا گیا جس کے ممبران میں مرشد قبلہ بحرالعلوم حضرت مولانا محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں آپؒ سابق پروفیسر وصدر شعبۂ دینیات عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد رہ چکے ہیں۔اس کے علاوہ تفسیر صدیقی، ''الدین'' کتاب علم حدیث تصنیف بحرالعلوم حسرت صدیقیؒ اور دیگر مستند کتب سے بھی اِستفادہ کیا گیا۔

الحمدللہ اس ابتدائی نصاب دینیات (اخلاقیات) برائے بچوں کو حسب ذیل چار جلدوں (Volumes) میں شائع کیا گیا۔

۱۔ توحید و رسالت	حصہ اول تا چہارم	جملہ 104	سوال و جواب
۲۔ دینیات	حصہ اول تا چہارم	جملہ 56	سوال و جواب
۳۔ اخلاقیات	حصہ اول تا چہارم	جملہ 68	سوال و جواب
۴۔ ارکان دین	حصہ اول تا چہارم	جملہ 120	سوال و جواب
		جملہ 332	سوال و جواب

ان کتب کی طباعت میں جن احباب نے مدد کی ان میں خصوصاً جناب سید شاہ عبدالقادر حسینی کا ممنون ہوں جنکی دلچسپی اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے یہ کھٹن کام سرانجام تک پہنچا۔

آخر میں اپنے ملت کے تمام بھائیوں اور بہنوں سے التماس (Request) ہے کہ ان کتب کو ہر گھر میں رکھیں اور اپنے بچوں کو باضابطہ پڑھانے کا انتظام کریں تا کہ ان میں بہترین کردار و اخلاق کی بنیاد بچپن ہی سے پڑھ سکے اور آگے چل کر ملتِ اسلامیہ کے بااخلاق فرد کی حیثیت سے زندگی گذار سکیں۔

اللہ تعالیٰ سے میری دعا ہے کہ اے ارحم الرّاحمین ہم سب کو دینی تعلیم و اخلاق کی بلندیوں کے بھرپور سرمائے حیات سے نواز دے اور خصوصًا اپنے نونہالوں (Kids) کی تربیت کی توفیق عطا فرمائے۔مجھ حقیر کی سعی کو بطفیل حبیب خدا ﷺ قبول و مقبول فرمائے۔ اور ملتِ اسلامیہ کے نونہالوں (طلباء و طالبات) کو ان کتب سے استفادہ حاصل کرنے کی توفیق عطاء فرما......آمین!

خادم

فقیر، الحاج سید محی الدین میر لطیف اللہ شاہ قادری

فرزند و جانشین، ڈاکٹر خواجہ ابوالخیر میر مومن علی شاہ قادریؒ

باب ﴿2﴾

دینیات

(Religious Ethics)

Part I حصہ اول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چهل حدیث (1 تا 5)

1] اَلنَّدَمُ توبۃٌ

ترجمہ: اپنی غلطیوں اور گناہوں پر شرمندہ ہونا توبہ ہے۔ (ابن ماجہ)

2] التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ

ترجمہ: گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ (ابن ماجہ)

3] کَمَا تَدِینُ تُدَانُ

ترجمہ: جیسا کروگے ویسا بھروگے۔ (ابن عدی)

خلاصہ: ایک عقل منداور بے وقوف کا بنیادی فرق یہی ہے کہ عقل مند کام کرنے سے پہلے سوچتا سمجھتا ہے اور بے وقوف کام کرنے کے بعد۔

4] الدُّعَاءُ یَرُدُّ الْبَلاءَ

ترجمہ: دعا بلاؤں اور مصیبت کو دور کرتی ہے۔ (ترمذی)

خلاصہ: دعاؤں میں ضرور اثر ہوتا ہے مگر ضروری نہیں کہ اس کے اثرات فوری ظاہر ہوں۔ دعا کرتے رہو، اثرات وقت پر ظاہر ہوتے ہیں۔

5] الدُّعَاءُ مُخُّ العِبَادَةِ

ترجمہ: دعا عبادت کا حاصل (مغز) ہے۔ (ترمذی)

خلاصہ: عبدیت کا مقصود خدا کی خوشنودی ہوتا ہے اور دعا عبادت کا حاصل ہے۔ دعا کرنے میں تامل (دیر) نہیں کرنا چاہیے۔

(بقیہ احادیث صفحہ ۹۲ پر)

1- حمد (نصیحت)

اللہ ہے میرا خدا		کوئی نہیں دوسرا
صاحب قدرت ہے وہ		صاحب رَحمت ہے وہ
کھانا کھلاتا ہے وہ		پانی پلاتا ہے وہ
سب کی دعا سنتا ہے		مانگو وہی دیتا ہے
میرا خدا ایک ہے		میرا نبیؐ نیک ہے
اُن کا محمدﷺ ہے نام		اُن پر درود و سلام
رَب کی عبادت کرو		اور نمازیں پڑھو
اُس سے محبت کرو		اُس سے ہمیشہ ڈرو
بات تو سچ ہی کرو		بولو نہ تم جھوٹ کو
بات تم اتنی کرو		جتنی ضرورت کی ہو
دیکھو بڑا مرتبہ		ہوتا ہے ماں باپ کا
سب سے بھلائی کرو		تم نہ برائی کرو
تم کرو سب نیک کام		اور بنو نیک نام

حسرت صدیقی

2- نعت پاک

میرا نبی ﷺ باعزت ہے
باشوکت باحُرمت ہے
سارے نبیوں کا سردار
سب پر اُس کی فضیلت ہے
اُس کی محبت ہے لازم
حشر میں جس کی شفاعت ہے
وہ اللہ کا ہے محبوب
پیاری صورت سیرت ہے
ہم ہیں محمد ﷺ کی اُمت
کیسی اچھی قسمت ہے
کیسا نبی ﷺ کیا پاک نبیؐ
جو عالم پر رحمت ہے
ہم کو خدا سے ملا دیا
کیسی ہم پہ عنایت ہے
پڑھو درود محمد ﷺ پر
اس میں خیر و برکت ہے

حسرت صدیقی

3۔ایمان داری

(FAITHFULNESS)

سوال 1:- دِیانت (HONESTY) کے کیا مَعنی ہیں؟

جواب :- پیارے بچو! ایمان داری کا دوسرا نام دیانت (HONESTY) ہے۔

سوال 2:۔ اِیمان دار آدمی کی زِندگی کیسی گُزرتی ہے؟

جواب :- اِیمان دار آدمی دُنیا میں سُکھ چین کی زِندگی بَسر کرتا ہے۔

سوال 3:- اِیمانداری کا کوئی سچّا واقعہ بیان کرو؟

جواب:-حضرت عمرؓ (اَللہ اُن سے راضی رہے) جو مُسلمان کے بہت بڑے خلیفہ (CALIPHATE) گزرے ہیں راتوں کو گشت لگاتے ہوئے رِعایا (لوگوں) کا حال معلوم کیا کرتے تھے۔ایک رُوز حسب مَعمول (روز کی طرح) گشت لگا رہے تھے کہ ایک دُودھ بیچنے والی کے مَکان سے کچھ باتوں کی آواز آئی۔آپؓ وہیں ٹھیر کر سُننے لگے۔تو کیا سُنتے ہیں کہ ماں لڑکی سے کہہ رہی ہے ''بیٹی دودھ میں تھوڑا پانی ملا دے''. لڑکی نے کہا'' ماں خلیفہ کا حُکم ہے کہ دُودھ میں پانی ملا کر نہ بیچیں'' ماں نے کہا'' ''کیا خلیفہ اِس وقت دیکھ رہا ہے؟'' اُس پر اِس دیانت دار لڑکی نے کہا'' اگر خلیفہ نہ دیکھے تو کیا خُدا تو دیکھ رہا ہے'' حضرت عمرؓ یہ باتیں سُن کر واپس چلے آئے۔

سوال 4 :- دیانت دار لڑکی کیسے مالا مال ہوگئی؟

جواب :۔ حضرت عمرؓ نے صبح ہوتے ہی اُس لڑکی کو اَپنے دربار میں بُلوا کر بہت بڑے اِنعام سے مالا مال کر دیا۔ بچو! تُم نے دیکھا کِس طرح ایک دودھ بیچنے والی لڑکی دیانت داری کی وجہ سے خلیفہ کے اِنعام سے مالا مال ہوگئی۔

سوال5:۔ ''ایمان داری'' کے فوائد بیان کرو۔

جواب:۔ ''ایمان داری'' سے زندگی بسر کرنے سے اللہ اور اُسکا رسولؐ اسکو پسند کرتے ہیں، تمام لوگ اُس کی عزت کرتے ہیں۔ وہ سکھ چین کی زندگی گزارتا ہے۔

پیارے بچو! تم بھی دِیانت دار بنو تا کہ تمہارا نام بھی دنیا میں دِیانت دار مشہور ہو۔

4- ماں باپ کی خدمت اور اُن کا ادب

(CARE & RESPECT OF PARENTS)

سوال 6:- مَاں بَاپ کے تُم پر کیا کیا اِحسانات (FAVOURS) ہیں؟

جواب :- پیارے بچو! کیا تُم کو معلوم ہے کہ ماں باپ کا ہم پر کِتنا بڑا اِحسان ہے۔ ماں باپ ہی نے تو پالا پُوسا اور چھوٹے سے بڑا کیا، اُن کا تم جِتنا اِحسان مانو، جِتنی خِدمت کرو کم ہے

سوال 7:- ماں باپ کا اَدب کس طرح کرنا چاہیے؟

جواب :- جو بچے اَچھے اور نیک ہوتے ہیں وہ ماں باپ کی دل سے عزت کرتے ہیں اور اُن کی خدمت کرنا اَپنی خوش نصیبی سمجھتے ہیں۔ اِسلام میں ماں باپ کی خدمت کرنے کا سختی سے حکم دیا گیا ہے۔

سوال 8:- آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی رَضاعی (دودھ) ماں کیساتھ کسطرح پیش آئے؟

جواب:- آؤ ہم تم کو اَپنے پیارے رَسول حضرت مُحمد مُصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم، کا ایک واقعہ سناتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ ماں باپ کا مرتبہ کیا ہے۔ حضرت حَلیمہ سَعْدیہ (رَضی اللہ عَنہا) آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی رَضاعی ماں تھیں یعنی انہوں نے آپ ﷺ کو دُودھ پلایا تھا۔ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کے لئے تشریف لے آئیں تو آپ ﷺ نے اپنی چادر بچھا کر اُنھیں بٹھایا اور بہت خاطر مدارات (عزت) سے پیش آئے۔

تم نے دیکھا کہ سرکار ﷺ نے اَپنی دُودھ پلانے والی ماں کے ساتھ کیسے پیش آئے اور کِتنی خاطرداری کی' اَپنی چادر پر اُن کو بٹھایا اور خُود نیچے بیٹھ گئے، تو غور کرو کہ "حقیقی ماں" کا کیا کچھ مَرتبہ نہ ہوگا۔

پیارے بچو! تم بھی اپنے پیارے رَسول ﷺ کی پَیروی میں ماں باپ کے ساتھ اَچھا سُلوک (KIND TREATMENT) کروگے' تو ماں باپ کی دعا سے خُدا تم کو خوش نَصیب (FORTUNATE) کرے گا۔

سوال 9:- ماں باپ اور بزرگوں کے ادب کے تعلق سے کوئی واقعہ بیان کرو؟

جواب:- ایک دن کی بات ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بیٹھے تھے۔ آپؐ نے فرمایا "وہ کون سا درخت ہے جو فضیلت (Quality) میں مسلمانوں سے ملتا جلتا ہے۔ ہر سال پھل دیتا ہے اور اُس پر خزاں کبھی نہیں آتی"؟۔ دونوں بزرگ یہ پہیلی (Puzzle) نہ بُوجھ سکے۔

حضرت عمرؓ کے صاحبزادے عبداللہؓ بھی موجود تھے، وہ اُس پہیلی کو فوراً بُوجھ گئے۔ دل میں آیا کہ کہہ دیں کہ وہ کھجور کا درخت ہے مگر چونکہ اُن کے ابّا میاں اور دوسرے بزرگ خاموش تھے اس لیئے انھوں نے بولنا بے ادبی سمجھا۔ اور بُوجھ جانے پر بھی خاموش رہے۔

سوال 10:۔ حضرت عمرؓ اُن کے صاحبزادے (بیٹے) میں کیا بات چیت ہوئی؟

جواب:۔ حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا تو آپؓ نے کہا۔ ''بیٹے! جب تمہیں معلوم تھا تو کیوں نہ بتایا؟۔ اگر اس وقت بتا دیتے تو میں تم سے بہت خوش ہوتا کہ جس پہیلی کو کوئی نہ بُوجھ سکا اُسے ہمارا منّا سا بیٹا بُوجھ گیا''۔

سوال 11:۔ حضرت عبداللہؓ بوجھ جانے کے باوجود کیوں خاموش رہے؟

جواب:۔ حضرت عبداللہؓ بولے ''جب آپؓ اور حضرت ابو بکرؓ نہیں بولے تو میں کیسے بول پڑتا۔ آپؓ بزرگوں کی بے ادبی ہوتی، اسی لیئے میں خاموش رہا''۔ حضرت عمرؓ اپنے بیٹے کے اِس جواب سے بہت خوش ہوئے۔

سوال 12:۔ حضرت شرف الدینؒ کے بچپن میں اُنکے ماں باپ کی خدمت کا واقعہ سناؤ؟

جواب:۔ حضرت شرف الدینؒ ایک بزرگ گذرے ہیں۔ آپؒ اپنے ابّا اور امّی جان کا بہت ادب کیا کرتے تھے۔ ہمیشہ اُن کا حُکم مانتے اور خِدمت کے لئے تیار رہتے۔

ایک دِن کی بات ہے، آپؒ ابھی مُنّے سے تھے' امّی جان چارپائی (پلنگ) پر لیٹی تھیں۔ اُنھیں پیاس (Thust) لگی، اور آپؒ سے بولیں' ''بیٹا! مجھے پیاس لگی ہے۔ ذرا ایک کٹورا پانی پلاؤ''۔ آپؒ کٹورا لے کر دوڑے ہوئے پانی لینے گئے۔ پانی لے کر لوٹے تو دیکھا

کہ امّی جان کی آنکھ لگ گئی ہے۔اَب کیا کریں اگر جگاتے ہیں تو امّی جان کو تکلیف ہوگی۔ اسلئے پانی کا کٹورا ہاتھ میں لئے سرہانے کھڑے رہے کہ نہ جانے کب امّی جان کی آنکھ کُھل جائے اور وہ پانی مانگ لیں۔رات کا بڑا حصہ گذر گیا۔آپؒ اُسی طرح پانی لئے کھڑے رہے۔ آخر امّی جان کی آنکھ کُھلی۔کیا دیکھتی ہیں کہ آپؒ پانی کا کٹورا لئے کھڑے ہیں۔امّی کے پوچھنے پر آپؒ نے ادب سے کہا ''امّی جان! میں اُسی وقت سے کھڑا ہوں تاکہ جب آپؒ کی آنکھ کھلے تو پانی پیش کروں''۔یہ سن کر امّی جان بہت خوش ہوئیں اور اچھے بیٹے کو دعائیں دیں۔چنانچہ بڑے ہوکر آپؒ بہت بڑے ولی اللہ ہوئے۔

سوال 13:- ماں باپ کے ادب سے متعلق کوئی نظم سناؤ۔؟

جواب:- **نظم**

ادَب کرنا ماں باپ کا ہے ضُرور — نا کرنا کبھی اِس میں بچّو قُصور
کہیں تم سے جو کچھ کرو تم وہی — نا ناراض اُن کو کرو تم کبھی
جو ماں باپ کو خوش رکھے گا سدا — ہے اُس کے لئے بابِ جنّت کُھلا

(باب = دروازہ، قصور = کوتاہی)

5 ۔ سچائی (TRUTH)

سوال 14:- سچ بولنے سے کیا فائدے ہیں؟

جواب :- پیارے بچو! سچ بولنا اچھی عادت ہے، جو بچے سچ بولتے ہیں۔ وہ تمام بُرائیوں سے بچے رہتے ہیں۔ سچ اچھائیوں کا خزانہ (Treasure) ہے۔ سچ بولنے سے خدا خُوش ہوتا ہے۔ سچّے آدمی کی لوگ عزّت کرتے ہیں۔

سوال 15:- اگر قصور (غلطی) یا نقصان ہو جائے تو کیا کرنا چاہیئے؟

جواب :- بچو! اگر تم سے کوئی قصور یا نُقصان ہو جائے تو تم پوچھنے والے کو سچ سچ کہد و۔ اِس سچائی کی وجہ سے "سانچے موتی" (PEER) کی طرح مشہور ہو جاؤ گے۔ سچّا آدمی دلیر اور جُیوٹ (BOLD & STRONG) ہوتا ہے۔ وہ سِوائے خُدا کے کسی سے نہیں ڈرتا۔ اِس لئے تم بھی خدا سے دُعا کروُ کہ وہ ہر کام اور ہر بات میں تمہیں سچّا رکھے۔

سوال 16:- جھوٹ (LIE) بولنے میں کیا نقصان ہیں؟

جواب :- جھوٹ بولنے سے آدمی بُرے کاموں میں پھنس جاتا ہیں۔ بالآخر جھوٹ بُولنے والے پر کوئی اِعتماد (بھروسہ) نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں جھوٹوں پر لعنت بھیجی ہے۔

سوال 17:- اِنسان کی عزتِ کس میں ہے؟

جواب :- سچّائی میں اِنسان کی عزت ہے۔ پیارے بچو! تم بھی آج سے عہد کرلو کہ جب بُولو

کے

جس کو سچ بولنے کی عادت ہے   وہ بڑا نیک با سعادت ہے
سچ کہو گے تو تم رہو گے عزیز   سچ تو یہ ہے کہ سچ ہے اچھی چیز

فرہنگ: باسعادت : خوش قسمت

باب ﴿2﴾

دینیات

(Religious Ethics)

Part II   حصہ دوم

چھل حدیث (6 تا 10)

6] تَرْکُ الدُّعَآءِ مَعْصِیَۃٌ ترجمہ: دعا کا چھوڑ دینا گناہ ہے۔(ترمذی)

خلاصہ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے تم دعا کرو۔ اور میں قبول کرنیوالا ہوں۔ دعا ہر تدبیر سے بہتر تدبیر ہے۔ اس سے اعراض کرنا یقیناً گناہ ہے۔

7] اَمَرَ اَنْ یُّسْتَرْقٰی مِنَ العَیْنِ

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نظر لگ جائے تو دعا پڑھانا چاہئے۔(بخاری)

خلاصہ: نظر بد کے اثرات کا دفع ہونا صرف دعا سے ممکن ہے۔ حدیث سے ثابت ہے کہ 'سورۃ ناس' اور 'سورۃ فلق' پڑھ کر دم کرنا مجرب (بہتر) ہے۔ اور یہ دعا بھی اثر رکھتی۔

(اَعُوْذُبِکَلِمٰتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ کُلِّھَا مِنْ شَرِّمَا خَلَقَ)

8] تَھَادَوْ تَحَابُّوْ ترجمہ: آپس میں کچھ تحفہ اور ہدیہ لیا، دیا کرو۔ اس سے محبت بڑھے گی۔(ترمذی)

خلاصہ: تحفہ اظہار خلوص (محبت) کا ایک ذریعہ ہے۔ خوشی کے موقعوں پر تحفہ آپس میں دینا لینا باہمی محبت کو بڑھاتا ہے۔

9] ھَدِیَّۃُ اللّٰہِ اِلَی الْمُؤمِنِ اَلسَّآئِلُ عَلیٰ بَابِہٖ

ترجمہ: مسلمانوں کے دروازے پر سائل (فقیر) کا آنا خدا کی طرف سے تحفہ ہے۔(الخطیب بغدادی)

خلاصہ: صدقات اور خیرات کا دینا مال کو پاک کرتا ہے اور بلاؤں کو ٹالنے کا سبب بنتا ہے۔ کوئی فقیر آجائے تو اسے محروم نہیں پلٹانا چاہئے۔ کچھ نہ کچھ دینا بہتر ہے۔

10] اَلشَّحِیْحُ لَایَدْخُلُ الْجَنَّۃَ ترجمہ: کنجوس جنت میں داخل نہیں ہوں۔ (طبرانی)

خلاصہ: کنجوس اور بخیل خود اپنی ذات کو صدقہ وخیرات کے ثواب سے بھی محروم رکھتا ہے اسلئے جنت کا مستحق نہیں ہے۔

(بقیہ احادیث صفحہ.....پر)

6۔صفائی اور طہارت

(CLEANLINESS & SANCTITY)

سوال 18:- صَاف اور سُتھرے رہنے کے متعلق اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کیا اَحکام ہیں؟

جواب :- اَللہ تعالیٰ پَاک صاف رَہنے والوں کو دُوست رکھتا ہے۔اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "پاک صاف رہنا آدھا ایمان ہے"۔اِسلئے نماز سے پہلے وُضو کرنے کا حکم ہے۔

سوال 19 :- صَفائی سے کیا فائدے حاصل ہوتے ہیں؟

جواب :۔صَاف و پاک رہنا اَچھی عادت ہے۔جو بچے پاک وصاف نہیں رہتے' اُنکو سب لوگ اَچھی نظر سے نہیں دیکھتے اور جو بچے پاک وصاف رہتے ہیں سب لوگ اُن کے ساتھ مُحبت و مہربانی کا بَرتاوَ کرتے ہیں۔نماز سے پہلے وُضو کرنے کا حکم اِسلئے ہے کہ وضو کر لینے سے ہاتھ مُنہ گرد و غبار (Dust) اور مَیل کُچیل سے پاک وصاف ہوجاتے ہیں۔ اور جسم کی صَفائی و پاکیزگی کا دِل کی صَفائی پر بھی اَثر پڑتا ہے۔لباس اور جگہ کا بھی پاک وصاف ہونا ضُروری ہے۔جو بچے اَپنا جسم اور لباس (کپڑے) پاک وصاف رکھتے ہیں۔ اور صاف سُتھرے رہتے ہیں اُن کی صحت اچھی رہتی ہے اور بہت کم بیمار ہوتے ہیں۔

سوال 20:- صفائی کتنی طرح کی ہوتی ہے؟

جواب :- صفائی دوطرح کی ہوتی ہے۔ایک جسم کی صفائی (ظاہری صفائی) دوسرے دل کی صفائی (باطنی صفائی)۔

سوال 21:- "دِل کی صفائی" سے کیا مراد ہے؟

جواب :- "دِل کی صفائی" سے یہ مراد ہے کہ آدمی کا دِل حسد (JEALOUSY)، غُرور (PRIDE)، حرص (GREEDINESS) جیسی بری باتوں سے پاک وصاف ہو۔ جولوگ نیک اور عقلمند ہوتے ہیں وہ اپنے جسم اور دِل کو ہر طرح کی گندگی سے پاک صاف رکھتے ہیں۔

سوال 22:- صَفائی اورطہارت کے لئے کیا کرنا چاہئے؟

جواب :- صفائی اور طہارت (پاکی) کے لئے ہمیشہ پاک وصاف رہا کرو۔ روزانہ صبح ہاتھ مُنہ دھولیا کرو۔ مسواک (برش) بھی کرو۔ اِس سے مُنھ کی گندگی دور ہو جاتی ہے۔اور دانتوں کی بیماریاں پیدا ہونے نہیں پاتی۔ ہرنماز سے پہلے وضو کرلو۔ روزانہ یا کم ازکم ہفتہ میں ایک بار جمعہ کے روز ضرور نہایا کرو۔ اپنا لباس (کپڑے) پاک وصاف رکھو، خوشبو بھی لگایا کرو۔ رہنے کی جگہ بھی پاک صاف ہو۔ ہمیشہ اپنے دِل کو بھی برے خیالات سے پاک رکھو۔

7۔ رِشتہ داروں کے حُقوق

(RIGHTS OF RELATIVES)

سوال 23 :۔ رِشتہ داروں سے نیک (KIND) سُلوک (TREATMENT) کرنا کیوں ضروری ہے؟

جواب :۔ رِشتہ داروں سے نیک سُلوک کرنا اَللہ اور اسکے رَسول ﷺ کے حُکم کے تحت ضُروری ہے۔

سوال 24 : رشتہ داروں کے حُقوق اَدا کرنے کے مُتعلق حُکم بیان کرو؟

جواب :۔ اَللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں فرماتا ہے۔ ''اَے مسلمانو! اللہ کی بندگی کرو اور کسی کو اُس کا شریک (PARTNER) نہ بناؤ اور اَپنے ماں باپ اور رِشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرو۔''

اللہ تعالیٰ کے اِس فرمان سے ثابت ہے کہ سب سے پہلے اللہ کا حق (RIGHT) ہے۔ اُس کے بعد ماں باپ کا ''حق'' ہے، پھر رِشتہ داروں کا ''حق'' ہے۔ رُسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بھی ماں باپ اور رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی تاکید فرمائی۔

سوال 25:- ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تاکید فرمانے کے واقعے بیان کرو؟

جواب:- ا۔ایک دفعہ کسی شخص نے آپ ﷺ سے پُوچھا کہ ہم کو سب سے پہلے کس کے ساتھ نیک سُلوک کرنا چاہئے۔آپ ﷺ نے فرمایا ''سب سے پہلے اپنی ماں کے ساتھ نیک سُلوک کرو۔'' اُس نے کہا پھر کس کے ساتھ؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''ماں کے ساتھ'' ۔اُس نے پھر یہی پُوچھا اور آپ ﷺ نے پھر یہی جواب دیا۔چوتھی دفعہ آپ ﷺ نے فرمایا ''باپ کے ساتھ' بھائی کے ساتھ، بہن کے ساتھ اور جو تم سے رِشتہ میں قریب ہو''۔

2۔ایک اور دفعہ ایک شخص نے آپ ﷺ سے عَرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھ سے ایک بڑا گُناہ ہوگیا ہے میری توبہ کیوں کر قبول ہوسکتی ہے۔آپ ﷺ نے پُوچھا تیری ماں زِندہ ہے؟ اُس نے کہا نہیں۔فرمایا کہ خالہ زِندہ ہے؟ اُس نے کہا جی ہاں۔آپ ﷺ نے فرمایا اُس کے ساتھ نیک سلوک کرو۔

سوال 26:- رِشتہ داروں کے ساتھ نیک سُلوک کرنے سے کیا فائدے ہیں؟

جواب:- رِشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرنے سے بہت فائدے ہیں۔چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ رِشتہ داروں کے ساتھ نیک سُلوک کرنے سے محبت بڑھتی ہے' مال بڑھتا ہے، عُمر بڑھتی ہے' رِزق زِیادہ ہوتا ہے، مُصیبتیں اور آفتیں ٹلتی ہیں' گناہ معاف کیئے جاتے ہیں جنّت میں جانے کا حق حاصل ہوتا ہے۔

پیارے بچو! ماں باپ اور رشتہ داروں کے ساتھ نیک سُلوک کرنے سے ایک تو خدا اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خُوشنودی حاصل ہوتی ہے۔ دوسرے ہم کو دُنیا کے بہت سے فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ اِسلئے اُن سب کے حُقوق پہچانو اور اُنکو پورا کرنے کی کوشش کرو۔

سوال 27:- رِشتہ داروں کے حُقوق (Rights) بیان کرو؟

جواب :- رِشتہ داروں کے حُقوق یہ ہیں۔

1۔ اُن کے ساتھ مُحبت واُلفت کا بَرتاؤ کرو۔

2۔ اُن کے دُکھ دَرد میں شَریک رہو (کام آؤ)۔

3۔ اُن کے کام کاج میں اُنکا ہاتھ بٹاؤ (مدد کرو)۔

4۔ وہ قرض (Loan) مانگیں تو اُن کو قرض دو۔

5۔ اُن کے ساتھ سُلوک کرکے اِحسان نہ جتاؤ (Boasting) نہ کرو۔

6۔ اگر وہ مُفلس (Poor) ہوں تو اَپنی حَیثیت کے موافق اُن کی مدد کرو۔

7۔ بڑوں کی تعظیم (Respect) کرو۔ اور چھوٹوں پر شفقت (Kindness) رکھو۔

8۔ اُن کی عزّت کو اپنی عزت اور اُنکی ذلّت کو اپنی ذلّت سمجھو۔

9۔ کبھی کبھی اُن کے پاس تُحفے بھجوایا کرو۔ وہ تحفے بھیجیں تو قُبول کرلو۔

10۔ ہمیشہ ماں باپ کے ساتھ نیک سُلوک کیا کرو۔

11۔ اُن کے ساتھ نہایت اَدب سے باتیں کیا کرو۔

12۔ اُن کے سامنے آؤ تو اپنی نِگاہ نیچی رکھو۔

13۔ اُن کی فرماں بَرادری اور خِدمت کرنا اپنا فرض سمجھو۔

14۔ ماں باپ کے لئے ہمیشہ اَچھی دُعا کرتے رہو۔

15۔ ماں باپ اور بُزرگوں کو مَت جھڑکو اور اُن کو سخت سُست مَت کہو۔ اُن کے سامنے ''اُف'' یا ''اُونھ'' تک مت کرو۔

8۔ پڑوسیوں کے حقوق

(RIGHTS OF NEIGHBOURS)

سوال 28:- پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک (Good Treatment) کرنا کیوں ضروری ہے؟

جواب :- بچو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ اپنے پڑوسی کی عزت کیا کرو اور کبھی اُسے تکلیف نہ پہنچاؤ۔ اس لئے پڑوسیوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا چاہئے۔

سوال 29:- پڑوسی کتنے طرح کے ہوتے ہیں؟

جواب :- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پڑوسی تین (3) طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جس کا ''ایک حق'' ہو۔ دوسرے وہ جس کے ''دو حق'' ہوں۔ تیسرے وہ

جس کے ''تین حق'' ہوں' وہ تو مسلمان رشتہ دار ہمسایہ ہے' اُس کو حقِ ہمسائیگی اور حقِ اسلام اور حقِ قرابت حاصل ہے۔ جس کے دو حق ہیں' وہ مسلمان ہمسایہ ہے کہ اُس کو حق ہمسائیگی اور حقِ اسلام ہے۔ جس کا ایک حق ہے وہ کافر ہمسایہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اِن تینوں قسم کے ہمسایوں کے حقوق ادا فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کی اتباع میں بزرگانِ دین بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔

سوال 30:- پڑوسی کے حقوق کی ادائیگی کے متعلق کسی بزرگ کا قصہ سناو؟

جواب :- حضرت عبداللہ بن عمرؓ ایک بڑے صحابی رسول ﷺ گزرے ہیں۔ ایک روز آپؓ کے گھر بکری ذبح کی گی۔ پڑوس میں ایک یہودی رہتا تھا۔

آپؓ نے اپنے گھر والوں سے پوچھا کہ تم نے ہمارے یہودی پڑوسی کے پاس گوشت بھیجا یا نہیں۔؟ اور کہا پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی آنحضرت ﷺ نے خاص طور سے تاکید فرمائی ہے۔ آپؓ نے اُس وقت تک گوشت نہیں کھایا جب تک کہ یہودی پڑوسی کو گوشت بھیجا نہیں گیا۔

بچو !اب تم سمجھ گئے ہونگے کہ پڑوسیوں کے حقوق ادا کرنا اور اُن کے ساتھ نیک سلوک کرنا کیوں ضروری ہے۔ اس لئے پڑوسیوں کے حقوق ادا کرنا اپنا فرض سمجھو۔

سوال31 :- پڑوسیوں کے حقوق بیان کرو؟

جواب:- پڑوسیوں کے حقوق یہ ہیں۔

1۔ پڑوسی کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچاؤ۔

2۔ جب مدد چاہے تو اس کی مدد کرو۔

3۔ اُس کی عزت کرو۔

4۔ اگر وہ قرض مانگے تو قرض دو۔

5۔ اگر پڑوسی مفلس ہے تو اُس کے ساتھ سلوک (مدد) کرو۔

6۔ اگر وہ بیمار ہے تو اُس کی مزاج پرسی کرو۔

7۔ اگر پڑوسی کے گھر میں کوئی مرجائے تو جنازے کے ساتھ جاؤ۔

8۔ اگر اُس کے پاس کوئی خوشی ہو تو مبارک باد دو۔

9۔ اُس پر کوئی مصیبت آئے تو ہمدردی کرو۔

10۔ اُسے تحفے تحائف بھیجا کرو۔

باب 2

دینیات

(Religious Ethics)

Part III حصہ سوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چھل حدیث (11 تا 15)

11] جُودُوا يَجِدِ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ ترجمہ: تم لوگوں کو دو، اور اللہ تم کو دے گا۔ (دیلمی)

خلاصہ: سخاوت اور خیرات کی برکت ایک کھلی حقیقت ہے۔ سخی یہ نہیں دیکھتا کون مستحق اور کون مستحق نہیں ہے سب کو دیتا ہے اسی کو سخاوت کہتے ہیں۔ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تم کو بے حساب دیں گے۔

12] اِشْرَبُوا الْمَآءَ اَعْيُنُكُمْ ترجمہ: پانی دیکھ کر پیا کرو۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ: پانی دیکھکر پینا حفظانِ صحت کے لئے بہتر ہے کیوں کہ بعض اوقات پانی میں کچرہ وغیرہ ہوتا ہے۔

13] اَلشُّرْبُ مِنْ فَضْلِ الْمُؤْمِنِ شِفَآءٌ ترجمہ: مسلمان کا جھوٹا شفاء کا موجب ہے۔ (دیلمی)

خلاصہ: مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ ایک بھائی دوسرے بھائی کو حقیر نہیں سمجھنا چاہئے۔ مسلمان کا آپس میں جھوٹا پینا معیوب نہیں۔ بلکہ یہ محبت بڑھاتا اور شفاء کا باعث بھی ہوتا ہے۔

14] بِسْمِ اللّٰهِ وَ كُلْ بِيَمِيْنِكَ وَ كُلْ مِمَّا يَلِيْكَ

ترجمہ: بسم اللہ کے ساتھ کھانا کھانا شروع کرو۔ اپنے سیدھے ہاتھ سے اپنے سامنے سے کھاؤ۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ: بسم اللہ سے بہت برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ کھانے سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھنا بلکہ ہر کام کرنے سے پہلے بسم اللہ سے شروع کرنا اللہ کی خوشنودی اور برکت کا موجب ہوتا ہے۔

15] اِجْتَمِعُوا عَلٰى طَعَامِكُمْ يُبَارَكْ لَكُمْ فِيْهِ

ترجمہ: کھانا سب لوگ ملکر کھایا کریں۔ اس سے برکت ہوگی۔ (ابن ماجہ)

خلاصہ: کھانا سب ملکر کھانا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خاص سنت ہے۔ اس سے نہ صرف برکت ہوتی ہے بلکہ باہمی محبت اور خلوص میں اضافہ ہوتا ہے اور لطف مزہ) بھی آتا ہے۔

(بقیہ احادیث صفحہ 42 پر)

9۔ہمدردی

(SYMPSTHY) OR (CO-OPERATION)

سوال32 :۔ ہمدردی کے معنیٰ بیان کرو؟

جواب:۔ ایک دوسرے کے دُکھ دَرد میں شریک ہونے کا نام "ہمدردی" (SYMPATHY) ہے۔ جس شخص میں ہمدردی کی صِفت (ATTRIBUTE) پائی جاتی ہے، اُسکو" ہمدرد" کہتے ہیں۔

سوال33 :۔ ہمدردی کیوں کرنی چاہیئے؟ کیا حیوانوں (ANIMALS) میں بھی ہمدردی کی صِفت پائی جاتی ہے؟

جواب:۔ **بچو**! سب اِنسان ایک ہی باپ حضرت آدم علیہ السَّلام کی اَولاد ہیں۔ اِس لئے تمام اِنسانوں میں ہمدردی کا مادہ (جذبہ) قُدرتی طور پر پایا جاتا ہے۔ اگر باپ کو دُکھ دَرد ہو تو بیٹا بے چین ہو جاتا ہے۔ اور اگر بیٹا بیمار ہو تو ماں باپ بے چین و بے قرار ہو جاتے ہیں۔ حیوانوں میں بھی ہمدردی پائی جاتی ہے۔ جیسے

1- جب ایک چیونٹی (ANT) کسی جگہ مِٹھائی یا کوئی اور چیز پاتی ہے تو جھٹ دوسرے چیونٹوں کو خبر کر دیتی ہے۔ اور کسی غَرض کے بغیر وہ دوسروں کو فائدہ پہنچاتی ہے۔

2- جب کوّا (CROW) کسی دُشمن سے خَوف زَدہ ہو کر" کائیں کائیں" کرتا ہے تو اُس کی آواز سُنتے ہی آس پاس کے کوّے فوراً اُسکی مدد کو موجود ہو جاتے ہیں۔

3- جب رات کو بطخ (DUCK) سوتی ہیں تو باری باری سے ایک بطخ ایک ٹانگ پر کھڑی پہرہ (WATCH GUARD) دیتی ہے۔ خود جاگتی ہے اور دوسروں کو میٹھی نیند سونے دیتی ہے۔

بچو! جب چھوٹے چھوٹے کیڑے (INSECTS) اور جانور آپس میں ایک دوسرے کی ہمدردی کرتے ہیں تو ایک انسان دوسرے انسان کی ہمدردی نہ کرے تو وہ انسان کہلانے کا مستحق نہیں اور ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے رحم وکرم سے بھی محروم (دور) رہتا ہے۔ جو لوگ نیک ہوتے ہیں، وہ خدا کے بندوں کی ہر طرح سے ہمدردی کرتے ہیں۔ بقول شاعر کے!

خُدا رَحم کرتا نہیں اُس بشر پر ۔۔۔ نہ ہو درد کی چوٹ جِس کے جِگر پر

کرو مہربانی تم اَہل زمین پر ۔۔۔ خدا مہربان ہوگا عَرشِ بریں پر

سوال 34:- ہمدردی کے متعلق کوئی واقعہ سناؤ؟

جواب :- ایک دفعہ کا ذِکر ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، خلیفہ (حکمران) ہونے کے باوجود، رات کے وقت مدینہ میں چوکی داروں کی طرح اِس غرض سے گشت (چکر) کر رہے تھے کہ شہر کے حالات معلوم کریں اور کوئی مدد کا محتاج (ضرورت مند) ہو تو اُسکی مدد فرمائیں۔

ایک گھر میں آپؓ کو آگ جلتی نظر آئی۔ قریب پہنچے تو دیکھا کہ ایک عورت کے بچے بھوک سے رو رہے ہیں اور اُس نے اُن کو بہلانے کے لئے پانی بھری ہنڈیا چولھے پر چڑھا رکھی ہے۔ اور کہہ رہی ہے "میرے بچو روؤ نہیں ابھی کھانا پکتا ہے اور میں تمہیں کھلاتی ہوں"۔

یہ حالت دیکھ کر حضرت عُمر رَضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا دل بھر آیا۔ شہر کو واپس آئے۔ بَیت المال (خزانہ) سے آٹے کا تھیلا لیا اور اُس میں گھی کی کُپّی (Can) رکھی۔ غُلام کو حُکم دیا کہ "میرے کندھے پر تھیلا رکھ دے"۔ اُس نے عَرض کیا کہ "میں اُٹھا لیتا ہوں"۔ آپؓ نے فرمایا "نہیں قیامت کے دِن تُو میرا بوجھ نہیں اُٹھائے گا۔" تھیلا اُٹھا کر آپؓ اُن بچوں کے پاس آئے اَپنے ہاتھ سے رُوٹیاں پکا کر اُن بچوں کو کھلائے اور جب دِیکھا کہ وہ خوب پیٹ بھر کھا کر میٹھی نیند سو گئے ہیں تو واپس ہوئے۔

اُس عورت نے آپؓ کو لاکھ لاکھ دعائیں دیں۔ اور کہا کیا اچھا ہوتا اگر آپ جیسا شخص خَلیفہ ہوتا (عورت کو معلوم نہ تھا کہ آپؓ خلیفہ ہیں)

بچو! حضرت عُمر رَضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی طرح تم بھی خُدا کے بَندوں کی ہَمدرُدی کیا کرو۔ جب تم دوسروں سے ہَمدرُدی کروگے تو دوسرے بھی تمہارے ساتھ ہَمدرُدی کریں گے۔ سب سے پہلے اَپنے ماں باپ اور رِشتہ داروں سے ہَمدرُدی کیا کرو۔ اُس کے بعد مُحلّے والوں سے پھر اَپنے گاؤں یا شہر والوں سے۔

سوال 35:- کِیسی قوم میں آپسی ہَمدرُدی (CO-OPERATION) کِس قدر ضروری ہوتی ہے؟

جواب :- ہاں دیکھو یہ بھی خُوب یاد رکھو کہ جس قَوم (COMMUNITY) کے لوگ آپس میں ایک دوسرے کی ہمدرُدی کرتے ہیں وہی قَوم دُنیا میں تَرقی کرتی اور عزّت پاتی ہے۔ جس قَوم کے لوگ آپس میں اِیک دوسرے کی ہَمدرُدی نہیں کرتے ہیں وہ قَوم پَستی (گری ہوئی) اور ذلّت کی حالت میں رَہتی ہے۔

اسلئے تم قوم کی عزّت کو اپنی عزت اور قوم کی ذلّت کو اپنی ذلّت سمجھو اور جہاں تک بن پڑے اپنی قوم کی ہمدردی کئے جاؤ۔

سوال 36:- بچو! ہمدردی سے متعلق کوئی اچھی سی نظم سناؤ؟

جواب:- **نظم .... "ہمدردی"**

بیٹھے بے فکر کیا ہو ہم وطنو! اُٹھو اہل وطن کے دوست بنو
جب کوئی زندگی کا لُطف اُٹھاؤ دل کو دُکھ، بھائیوں کے یاد دلاؤ
کھاؤ تو پہلے لو خبر اُن کی جن پہ بپتا ہے مُفلسی کی پڑی
جاگنے والو! غافلوں کو جگاؤ تیرنے والو! ڈُوبتوں کو تِراؤ
تم اگر ہاتھ پاؤں رکھتے ہو لنگڑے لُولوں کو کچھ سہارا دو
تندرستی کا شُکر کیا ہے بتاؤ رنج، بیمار بھائیوں کا مِٹاؤ
سب کو میٹھی نِگاہ سے دیکھو سمجھو آنکھوں کی پُتلیاں سب کو
عزّتِ قوم چاہتے ہو اگر جا کے پھیلاؤ اُن میں عِلم و ہُنر
قوم کی عزت اب ہُنر سے ہے علم ہے یا کہ سیم وزر سے ہے
کوئی دِن میں وہ دَور آئے گا
بے ہُنر بھیک تک نہ پائے گا

فرہنگ: بپتا: مصیبت، سیم وزر: دولت

10۔سَخاوت (CHARITY)

سوال 37:- سَخاوت سے کیا مراد ہے؟

جواب :- بچو! سَخاوت یہ ہے کہ اَپنے مال ودَولت میں سے مِسکینوں (فقیروں)، غریبوں

(POORS)، عزیزوں (RELATIVES) اور دُوستوں کو دینا، دِلانا، کھلانا، پلانا چاہیئے۔

ایک عقل مَند سے پُوچھا گیا کہ وہ عَیب (بُرائی) کونسا ہے۔ جوسب ہُنروں (اچھائیوں) کوچُھپادیتا ہے تو اُس نے کہا کہ ''بُخل'' یعنی تنگدلی کرنا۔ پھر پُوچھا گیا کہ وہ ہُنر کونسا ہے جوسب عیبوں (بُرائیوں) کوچُھپادیتا ہے تو اُس نے کہا ''سَخاوت'' یعنی خیر خیرات کرنا۔

سوال 38:- سَخاوت سے مُتعلق کوئی حدیث شَریف سُناؤ جو یاد ہے؟

جواب :- رَسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے ''سَخاوت جنّت میں ایک درخت ہے۔ جوسَخی (سَخاوت کرنے والا) ہوتا ہے وہ اُس کی شاخ پکڑلیتا ہے اور اُسی کے ذریعے جنّت میں داخل ہوجاتا ہے۔''

بچو ! اَب تم سمجھ گئے ہونگے کہ سَخاوت ایک بہت اَچھی صِفت (Attribute) ہے۔ سَخاوت سے دِین دنیا کی سَعادت (بھلائی) حاصل ہوتی ہے۔

سوال 39:- سخاوت کے فائدے بیان کرو؟

جواب :- سخاوت سے دِین ودنیا کی سعادت (بھلائی) حاصل ہوتی ہے۔ دُنیا کی سعادت یہ کہ سخی (خیر خیرات کرنے والے) کو سب لوگ عزیز (دوست) رکھتے ہیں اور اُس کی وقعت وعظمت (قدر) بڑھتی ہے۔

دِین کی سعادت (بھلائی) یہ ہے کہ جو شخص ایک نیکی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس سے دس مرتبہ بلکہ اُس سے زیادہ ثواب دیتا ہے۔ اور قیامت کے دن نجات پا کر جنّت میں داخل ہوتا ہے۔ جو لوگ سخی ہوتے ہیں وہ اپنے پرائے سب کی ہر طرح مدد کرتے ہیں۔

سوال 40:- حضرت علیؓ کی سخاوت کا کوئی واقعہ سناؤ؟

جواب :- حضرت علی کرم اللہ وجہہ، نے ایک دفعہ رات بھر باغ سینچ کر (باغ میں پانی پہنچا کر) تھوڑے سے جَو (Barley) مزدوری میں حاصل کئے۔ صبح کے وقت گھر تشریف لائے تو اُس میں سے ایک تہائی (1/3) ''جَو'' لے کر حریرہ پکوانے کا انتظام کیا۔ اَبھی حریرہ پک کر تیار ہی ہوا تھا کہ ایک مسکین (فقیر) نے سوال کیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، نے سب اُٹھا کر اس کو دے دیا اور پھر بقیہ ''جَو'' میں سے دوسرے ایک تہائی پکوانے کا انتظام کیا۔ لیکن جوں ہی حریرہ تیار ہوا، ایک یتیم (جس کے باپ کا انتقال ہو گیا ہو) نے دست سوال بڑھایا (مانگنے آیا)۔ اُسے بھی اُٹھا کر اُس کی نذر کیا (دے دیا)۔ اسطرح تیسرا حصہ جو بچ رہا تھا پکنے کے بعد ایک بھوکے قیدی کو دے دیا۔

پیارے بچو !غور کرو کہ حضرت علیؑ کیسے سخی ہیں کہ رات بھر محنت ومشقت (Hard work) کرنے کے باوجود دن میں خود تو بھوکے (Hungry) ہی رہے اور اپنا کھانا مسکین، یتیم اور محتاج قیدی کو دیدیا۔ اگر خدا نے دولت دی ہو تو تم بھی اُسی طرح سب کے ساتھ نیک سلوک کیا کرو۔

(11) امانت داری

(TRUST WORTHINESS)

سوال 41:- امانت داری سے کیا مراد ہے؟

جواب :-کسی شخص کی کسی چیز کو جوں کی توں (As it is) حفاظت سے رکھنے کا نام ''امانت'' (Trust) ہے اسکے برخلاف عمل کرنے کو ''خیانت'' (Breach of trust) کہتے ہیں۔

سوال42:- ''ادائے امانت'' کس کو کہتے ہیں؟

جواب :- امانت کے طلب کرنے پر اُسی طرح واپس کردینے کا نام ادائے امانت (Keep in trust) ہے۔

سوال43:- ''خیانت'' سے کیا مراد ہے؟

جواب :- ادائے امانت کے برخلاف (Against) کرنے کا نام ''خیانت'' (Breach of Trust) ہے۔

سوال 44:- ''خیانت'' کی برائیاں بیان کرو؟

جواب :- اللہ تعالیٰ نے بندے کو جو چیز عطا فرمائی ہے وہ ایک طرح کی امانت (TRUST) ہے۔اس لئے اُس چیز سے اللہ کی مرضی کے مطابق کام لینا چاہئے۔اس کے خلاف کرنا ''خیانت'' ہوگا۔

مثلاً 'آنکھ ایک امانت' ہے۔اس سے ایسی چیزوں کو نہ دیکھنا چاہئے جن کا دیکھنا ناجائز ہے۔ اسطرح کان سے ایسی بات نہ سُنی چاہئے جن کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا ہے۔نہ زبان سے ایسی باتیں کرنی چاہئے جو اُس کے نزدیک ناپسندیدہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ''خیانت'' کرنے سے سخت منع فرمایا ہے ''خیانت'' کرنا بڑا گناہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ''خیانت'' کرنے والے کو منافق (HYPOCRITE) فرمایا ہے۔''خیانت'' کرنے والے کا کوئی اعتبار بھی نہیں کرتا اور ایسا شخص ذلیل، وخوار ہوتا ہے۔

سوال 45 :- امانت داری کا کیا فائدہ ہوتا ہے؟ حضرت ابراھیم بن ادہمؒ کی امانت داری کا قصہ بیان کرو؟

جواب :- جو شخص امانت دار ہوتا ہے۔ سب لوگ اس کا اعتبار (Trust) کرتے ہیں۔ وہ لوگوں میں قدرومنزلت (Respect) پاتا ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادہمؒ ایک بڑی سلطنت کے باشاہ تھے۔آپؒ نے اللہ تعالیٰ

کے عشق و محبت میں بادشاہت چھوڑ کر دَرویشی (Saintliness) اِختیار کرلی ۔ اور حَلال رُوزی کی تلاش میں اپنے وطن خراساں سے عراق کو گئے ۔ وہاں بھی حلال کی رُوزی نہ مل سکی تو ناچار طَرطُوس تشریف لے گئے ۔ اور وہاں ایک باغ میں مالی (Gardener) کی خدمت (نوکری)، دس درہم (پیسے) پر قبول کرلی ۔

ایک روز باغ کا مالک آیا اور اِبراہیم بن ادہمؒ سے (جن کو وہ مالی سمجھے ہوئے تھا) ایک میٹھا اَنار (Pomegrannate) لانے کی فرمائش کی ۔ حضرتؒ نے ایک اچھا خوش رنگ اَنار توڑ کر پیش کیا مگر وہ کھٹا نکلا ۔ اسلئے مالکِ باغ نے دوسرا اَنار لانے کا حکم دیا ۔

حضرتؒ نے ایک اور دوسرا اَنار لاکر پیش کیا ۔ اِتفاقاً وہ بھی کھٹا نکلا ۔ آخر مالک نے خفا ہو کر کہا کہ "میٹھا اَنار کیوں نہیں لاتا" ۔

آپؒ نے فرمایا کہ میں اَنار کے اندر کا حال کیا جانوں کہ کونسا میٹھا ہے اور کونسا کھٹا ۔ مجھے جو اچھا معلوم ہوا وہ میں نے حاضر کردیا ۔ مالک نے طعن سے کہا کہ تو مدت سے باغبانی کرتا ہے اور میٹھے کھٹے اَنار کو اب تک نہیں جانتا؟ کیا تو ابراہیم بن ادہمؒ ہے جو اس طرح اپنی امانت و دیانت جتلانا چاہتا ہے ۔ اس کے بعد آپؒ نے اُس کی نوکری چھوڑ دی مالک نے پہچان لیا کہ یہی ابراہیم بن ادہمؒ ہیں پھر آپؒ سے بہت کچھ معذرت (معافی) چاہی ۔

پیارے بچو ! حضرت ابراہیم بن اَدہمؒ نے ایک مدت تک اس باغ میں نوکری کی مگر ایک دانہ بھی آپؒ نے کبھی کسی اَنار کا نہ چکھا۔ یہ آپؒ کی اِنتہائی امانت و دیانت کا نتیجہ تھا۔

بچواسی لئے جب کسی کی کوئی امانت تمہارے پاس ہو تو اُس کی جان کے برابر حفاظت کرو اور خیال رکھو کہ کبھی کسی امانت میں خیانت نہ ہونے پائے۔

باب ﴿2﴾

دینیات

(Religious Ethics)

Part IV حصہ چہارم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چھل حدیث (16 تا 20)

16] كَثْرَةُ الْاَكْلِ شُؤْمٌ ترجمہ: زیادہ کھانا نحوست اور بدبختی ہے۔ (دیلمی)

خلاصہ: کھانے پینے میں اعتدال پسندی بڑی اچھی چیز ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا آدھا پیٹ کھانا اور پاؤ پیٹ پانی پینا انسان کو ہر وقت صحت مند رکھتا ہے۔ زیادہ کھانے سے بیماریوں کا شکار ہوجاتے ہیں۔

17] لُبْسُ الثَّوْبِ النَّظِيْفِ يَنْفِي الْهَمَّ وَ الْبُخُوْرُ يَنْفِي الْغَمَّ

ترجمہ: صاف ستھرے کپڑے پہننا فکر اور پریشانی دور کرتا ہے۔ اور خوشبو کی چیزوں کا جلانا غم کو دور کرتا ہے۔ (دیلمی)

خلاصہ: پاک صاف کپڑے پہننے سے ایک قسم کی خوشی اور سکون حاصل ہوتا ہے اور یہ تہذیب کی علامات بھی ہیں۔ خوشبو روح کی غذا ہوتی ہے۔ اور اس سے ذہنی تراوٹ اور سکون ملتا ہے۔ یہ دونوں چیزیں سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں۔

18] عَلَيْكُمْ بِالْمُشْطِ فَاِنَّهٗ يَذْهَبُ بِالْغَمِّ وَلُوْبَآءِ وَ الْفَقْرِ

ترجمہ: تم پابندی سے کنگھی کیا کرو کہ کنگھی کرنا غم و فکر و بافقر و فاقہ کو دور کرتا ہے۔ (دیلمی)

19] الامتشاطُ قآئما يورث الفقرَ

ترجمہ: کھڑے ہو کر کنگھی کرنا تنگدستی اور مفلسی لاتا ہے۔ (دیلمی)

خلاصہ: کنگھی ضرور کرنی چاہئے لیکن کھڑے ہو کر کنگھی کرنا بے ادبی اور سنت کے خلاف ہے۔ لہذا باادب بانصیب اور بے ادب بدنصیب ہی ہوتا ہے۔ تنگدستی مفلسی کا شکار ہوتا ہے۔

20] قِلَّةُ الْحَيَآءِ كُفْرٌ ترجمہ: شرم و حیا کی کمی کفر سے قریب کردیتی ہے۔ (ابن عساکر)

خلاصہ: بے حیائی اور بے شرمی معیوب چیز ہے اور انسان کو گناہ کرنے سے بھی نہیں روکتی اور یہ کفر کی علامت ہے۔ ایسے آدمی کو لوگ بھی نہیں پسند کرتے۔

(بقیہ احادیث صفحہ 56 پر)

(12) راست بازی

(TRUTHFULNESS)

سوال 41:- ''رَاست بازی'' سے کیا مُراد ہے؟

جواب :- ہر بات اور ہر کام میں سچّائی (TRUTH) کا خیال رکھنے کو ''رَاست بازی'' کہتے ہیں۔

سوال 42:- ''رَاست بازی'' کے فائدے بیان کرو؟

جواب :- رَاست باز آدمی سے خُدا خُوش ہوتا ہے۔ سب لوگ اُس پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اور وہ بہت سی آفتوں (SUFFERINGS) سے بَچا رہتا ہے۔

پیارے بچو ! تم ہر ایک کام ''رَاست بازی'' سے کیا کرو۔ مکروفریب (CHEATING) سے بچو کیونکہ اُس سے آدمی کا اعتبار جاتا رہتا ہے' بقول۔

رَاستی سیدھی سَڑک ہے جِس میں کچھ کھٹکا نہیں
کوئی رَاہرو آج تک اِس راہ میں بھٹکا نہیں

سوال 43:- ''رَاست بازی'' سے متعلق کوئی قِصہ بیان کرو؟

جواب :- **قصہ** (۱) حضرت اِمام بُخاریؒ فَنِ حَدیث کے ایک بڑے عالِم گُزرے ہیں۔ آپؒ حدیث کی طلب میں ایک محدّث کے پاس پہنچے جن کا گھوڑا بھاگ گیا تھا۔ اتفاقاً یہ محدّث اُس کے پکڑنے کے لئے دَوڑے اور گھوڑے کو خالی تُوبڑا (چارہ کا ٹوکرا) دکھلایا کہ گھوڑا دھوکے (غفلت) میں چلا آئے۔

چنانچہ اِس ترکیب سے اُسے پکڑلیا۔ امام بخاریؒ نے یہ حال دیکھاتو فوراً واپس ہوگیئے۔اور فرمایا'' میں اَیسے شخص سے حدیث لینا پسند نہیں کرتا جو جانوروں کو دُھوکا دینا رَوا(جائز) رَکھے''۔ چونکہ اِس مُحدّث نے گھوڑے کو غلط باوَر (Mislead) کرایا تھا' اِس لئے حضرت اِمام بخاریؒ نے اُن کا اِعتبار نہیں کیا اور نہ اُن سے حدیث لی۔

پس جولوگ مکروفَریب کرتے ہیں یا لوگوں کودھوکا دیتے ہیں اُن کا بھی کوئی اِعتبار نہیں کرتا۔

قصہ (2) حُجاج بن یُوسف ایک بڑا ظالم و بے رَحم حاکم تھا۔ایک دفعہ اُس نے چَند آدمیوں کے قتل کاحکم دیا۔اُن میں ایک قیدی (PRISONER) نے کہا'' اَمیر! میرا تجھ پر ایک حق ہے' اُسکے بدلے مجھے رہائی ملنی چاہئے۔'' حُجاج نے کہاوہ کیا ہے۔قَیدی نے کہا'' اِیک دفعہ چَند آدمی آپ کی بُرائی کررہے تھے، جنھیں میں نے یہ کہہ کررُوک دیا کہ حاکمِ وقت کی غیبت (Back biting) کرنا گناہ ہے۔''

حُجاج نے پوچھا'' کوئی گواہی بھی ہے'' اُس قیدی نے ایک دوسرے قیدی کا نام لیا، جو اُس کے ساتھ مارا جانے والا تھا۔ چنانچہ اُس نے بھی اِس بات کی تَصدیق کی، جس پر حُجاج نے کہا ''اگر یہ بات سچ ہےتو تُو نے اُسے کیوں نہ رُوکا'' قیدی نے جواب دیا' ''میرا دِل آپ سے ناراض تھا۔ میں کیوں روکتا''۔ یہ سن کر حُجاج نے دونوں کو چھوڑ دیا اور کہا' پہلا تو اپنے حَق کی وجہ سے چھوڑا جاتا ہے۔اور دوسرا اپنی سچائی کی بناء پر۔

پیارے بچو! دیکھو کہ پہلا قیدی تو اپنے حَق کی وجہ سے چھُوڑا گیا اور دوسرا قیدی مَحض اپنی ''راس بازی'' کی بدولت قتل ہونے سے بچ گیا۔

(13) عفو

(FORGIVENESS)

سوال 44 :- عَفو سے کیا مُراد ہے۔؟

جواب :- **بچو** !اِنتقام (بدلہ لینے) کی قُوّت کے باوجود خطاوار کے قُصور (غلطی) کو معاف کردینا ''عَفو'' ہے ۔ یہ پسندیدہ خصلتوں میں سے ایک بہت اچھی خصلت (QUALITY) ہے۔

سوال 45:- عَفو سے مُتعلق خدا اور رَسول کے کیا اَحکام ہیں؟

جواب :- اَللّٰدتعالیٰ نے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کوحکم دیا ہے کہ ''عَفو کی خصلت اِختیار کرو''۔ اَللّٰدتعالیٰ قُرآن شریف میں یہ بھی اِرشاد فرماتا ہے'' چاہیئے کہ تم معاف کرو اور درگزر کیا کرو کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اَللّٰدتعالیٰ تم کو معاف کرے''

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے''طاقتور وہ نہیں جو پچھاڑ دے بلکہ وہ ہے جو غُصہ کے وَقت اَپنے آپ کو قابو میں رکھے''۔

سوال 46:- عَفو کرنے سے کیا فائدے حاصل ہوتے ہیں؟

جواب :- **پیارے بچو** !اَللّٰدتعالیٰ اور رَسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اَحکام پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عَفو کی خصلت اِختیار کرنے سے ایک تو اَللّٰدتعالیٰ کی خُوشنودگی

حاصل ہوتی ہے دوسرے یہ کہ جب ہم بندوں کی خطائیں (غلطیاں) معاف کرتے ہیں تو اَللہ تعالیٰ بھی ہمارے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے، تیسرے یہ کہ عفو کرنا بڑے جوانمردی (ہمت) کا کام ہے، اس کا اَللہ تعالیٰ اجر دیتا ہے۔ جب ہم خطا کار سے بدلا لینے کی عوض اپنی فراخ دِلی سے اُس کی خطا کو معاف کردیتے ہیں تو اُس کے جسم کے بجائے اُس کے دل پر اثر ہوتا ہے اور وہ اَپنے قصوروں پر نادم (شرمندہ) ہوکر اَپنے بُرے کاموں سے باز آتا ہے (چھوڑ دیتا ہے)۔

سوال 47 :- عفو کے متعلق چند قصے بیان کرو۔؟

جواب :۔ قصہ (۱) :۔ جنگ اُحد میں کافروں نے رَسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دَندان مبارک (Teeth) شہید اور سرِ مبارک کو زخمی کیا اور حضور ﷺ کا رُخ اَنور (FACE) بھی خُون سے لہولہان ہوگیا تھا۔ حضور ﷺ ایک غار (CAVE) میں بھی بیٹھ گئے تھے۔ کافروں نے حضور ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ کو بھی شہید (MARTYR) کردیا تھا۔ اَیسے وقت میں صحابہ نے عرض کیا کہ اُن کافروں کیلئے بددعا (CURSE) فرمائے، رَسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا، ''میں لعنت کرنے (بُرا چاہنے) کے لئے نہیں بنایا گیا۔ مجھے تو اللہ تعالیٰ کی طرف بُلانے والا اور رَحمت بنایا گیا ہے'' اُس کے بعد آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی ''اَے خدا میری قوم کو ہدایت فرما کیونکہ وہ (مجھے) نہیں جانتے ہیں''۔

پیارے بچو! آنحضرت ﷺ نے کافروں کے ظلم وستم سے درگزر معاف کرکے بددعا کرنے کے بجائے اُن کیلئے راہ راست پر آنے کی دعا فرمائی۔ یہ آپ ﷺ کے عفو وکرم کی بے نظیر مثال ہے۔

قصہ (۲):۔فتح مکہ کے روز، رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کُفارِ مکّہ کو جنھوں نے بیسیوں مُسلمانوں کو قتل کیا تھا، سینکڑوں مُسلمانوں کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچا کر گھر سے بے گھر کیا تھا، اِسلام اور مُسلمانوں کو تباہ کرنے کے لئے (کوئی) دَقیقہ اُٹھا نہ رکھا تھا، بار بار مَدینہ پر حملہ کر کے مُسلمانوں کو اَمن چین سے نہیں رہنے دیا تھا، "لَا تَثۡرِیۡبَ عَلَیۡکُمُ الۡیَوۡمَ" (آج کے دِن تم سے کوئی باز پُرس نہیں) کہہ کر سب کی خطاؤں کو معاف فرما دیا۔

پیارے بچو! سرکارِ دُوجہاں رَسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف سے کُفّار مکّہ کو فتح مکّہ کے بعد "عام معافی" کا اِعلان کیا۔ آج تک ایسی کوئی مِثال نہیں ملتی۔ اِس "عفو" کا نہایت بہتر اَثر ہوا کہ ہزاروں کے تعداد میں کفّار مکّہ نے اِسلام قُبول کرلیا۔ اور رُسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بے انتہا چاہنے لگے۔

قصہ (۳):۔ایک دفعہ کا ذِکر ہے کہ سیّدنا اِمام حُسینؓ چند معزّز مہمانوں کے ساتھ دَسترخوان پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپؓ کا خادم گرم آش کا پیالہ لئے ہوئے آیا۔ خوف کے مارے اُس کے ہاتھ سے پیالہ چُھوٹ گیا۔ اور سیّدنا اِمام حُسینؓ کے رُخسارِ مبارک پر گرم گرم آش گرگئی۔

جب سیدنا امام حسینؑ نے غُلام کو اَدب سکھانے کیلئے غُصہ کی نظر سے دیکھا تو غُلام نے کہا کہ ''اللہ تعالیٰ غُصہ ضبط (CONTROL) کرنے اور لوگوں کو مَعاف کرنے کا حکم دیتا ہے''۔ آپؑ نے فرمایا کہ ''میں تیرا قُصور معاف کیا'' پھر غُلام نے کہا کہ اَللہ تعالیٰ اِحسان کرنے والوں کو دُوست رکھتا ہے''۔ آپؑ نے فرمایا ''میں تجھے آزاد کیا''۔

پیارے بچو! سیّدنا اِمام حُسینؑ نے اَپنے غُصہ کو ضبط کر کے اُس غُلام کی خطا کو معاف فرمادیا۔ تم بھی خطاوں کی خطاؤں کو مُعاف کیا کروَ۔ یہ بڑی جوان مَردی ہمت اور ثَواب کا کام ہے۔ بقول۔

نادِمَوں کی خطا مُعاف کرو ہے مُعافی میں لذّت اورسرُور
اپنے دِل میں ذَرا کروَ اِنصاف کون ہے جو بے خطا وقصور

14۔ ایفائے عہد

(FULFILMENT OF PROMISE)

سوال48:- اِیفائے عہد سے کیا مراد ہے؟

جواب:- بچو! وَعدے کے پورا کرنے کو ''اِیفائے عہد'' کہتے ہیں

سوال49:- ''اِیفائے عہد'' سے مُتعلق خُدا اور رَسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کے کیا اَحکام ہیں؟

جواب:- اَللہ تعالٰی قُرآن شریف میں فرماتا ہے ''اَے مسلمانو! جب ایک دوسرے سے کوئی وعدہ کرو تو اُس کو پورا کرو'' اور ایک جگہ فرماتا ہے ''تم میرا عہد پورا کرو، میں تمہارا عہد پورا کروں گا'' اور ایک جگہ فرماتا ہے ''وعدہ پورا کرو بے شک وعدے کی (جواب دہی) باز پرسی کی جائے گی''۔ اسطرح حدیث شریف میں ہے ''جو وعدہ کا پابند نہیں وہ دیندار نہیں''

قرآن کریم کے اَحکام پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وَعدے کا پورا کرنا ہر مُسلمان کے لئے ضروری ہے۔ اور جو شخص وعدہ کر کے اُس کو پورا کرتا ہے، اَللہ تعالٰی اُسکو جزائے خیر دیتا ہے۔ اور جو شخص وعدہ کر کے اس کو پورا نہیں کرتا ہے، اَللہ تعالٰی اس سے باز پرس فرماتا ہے۔

سوال50:- ''اِیفائے عہد'' کے فائدے بیان کرو؟

جواب:- بچو! وعدہ پورا کرنے والے یعنی ''ایفائے عہد'' کرنے والے شخص کا سب اِعتبار کرتے ہیں۔ لوگوں میں اُسی کی رسوائی اور ذِلت ہوتی ہے۔ اِس لئے تم جب کوئی وَعدہ کرو تو اُس کو ضرور پورا کرو۔ کبھی کوئی اَیسا وعدہ نہ کرو جس کے پورا کرنے کی تم میں طاقت نہ ہو۔

سوال 51:- "ایفائے عہد" سے متعلق چند قصہ سناؤ؟

جواب:- **قصّہ (۱)** ایک مرتبہ ایک شخص نے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایک جگہ کھڑا کر کے یہ کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذرا ٹھیرئے میں ابھی آتا ہوں، وہ جا کر بھول گیا۔ آپ ﷺ تین دن تک اُسی جگہ کھڑے رہے۔ اسکو جب یاد آیا تو بھاگا ہوا آیا۔ بہت معذرت کی یعنی معافی چاہا۔

بچو! آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم تین دِن تک حسب وعدہ اُسی جگہ پر کھڑے رہے، مگر آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وہاں سے ہٹنا پسند نہ فرمایا۔

۲۔ **قصّہ (۲)** کعبؔ بن زُبیر مکّہ کا زبردست شاعر جو اپنی جادو بیان رجز خوانی (راگ سے پڑھنے) سے عرب کے قبیلوں کو اِسلام کی مُخالفت میں بھڑکا کر مُسلمانوں کو بہت تکلیفیں پہنچاتا تھا۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اخلاق وعادات سے مُتاثر ہوکر نادم (شرمندہ) ہوا۔ مگر اپنی ناشائستہ حرکات (Misbehaviour) کی وجہ سے حاضر ہونے کی ہمت نہ کرسکا۔ آخر ایک رُوز جب کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم مسجد نبوی میں وعظ فرمارہے تھے، وہ بھیس بدل کر آیا اور عرض کیا "اگر میں کعب کو حاضر کروں تو کیا اُسے حضرتؐ معاف فرمادیں گے"۔ فرمایا "ہاں" عرض کیا "میں ہی کعب بن زُبیر ہوں" مسلمان اُس کی حرکات سے بہت ناراض تھے۔ چاہا کہ اُسے قتل کردیں۔ مگر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے منع فرمایا اور کہا کہ میں اُس سے وعدہ کرچکا ہوں، ہاتھ روک لو۔

بچو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن زُبیر جیسے دُشمن اسلام کو جس کو مُسلمان قتل کر دینا چاہتے تھے قتل سے بچالیا۔ کیونکہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس کی جان بخشی کا وعدہ فرما چکے تھے۔

۲۔ **قصہ** (۲) ایک دفعہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم اور قُریش کے درمیان ''صُلح نامہ'' (Agreement) مُرتب (تیار) ہوا۔ اُس صُلح نامہ میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ اگر قریش کا کوئی شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مُسلمان ہو کر چلا جائے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے طلب کرنے پر اُس شخص کو واپس کر دیں گے۔ لیکن اگر مُسلمانوں کا کوئی شخص قریش سے جا ملے، تو قُریش اُس کو واپس نہ کریں گے۔ ''صُلح نامہ'' کی اِس شرط کے مُتعلق قُریش کا خیال تھا کہ اِس شرط سے ڈر کر کوئی شخص آئندہ مُسلمان نہ ہوگا۔ ابھی ''صلح نامہ'' لکھا ہی جا رہا تھا کہ دونوں طرف سے ''صلح نامہ'' پر دستخط تک نہ ہوئے تھے کہ ایک صحابی جن کا نام ابو جندل رضی اللہ عنہ ہے مکّے سے پابزنجیر (پیر میں زنجیر پڑی ہوئی) بھاگ آئے اور لشکر اسلام میں پہنچ گئے۔ قُریش کے نُمائندے نے ابو جُندل رضی اللہ عنہ کی واپسی کا مُطالبہ کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ابو جُندل رضی اللہ عنہ قُریش کے سپرد کر دے گئے۔ قریش نے مسلمانوں کے کیمپ میں اُن کی مُشکیں (ہاتھ) باندھیں پاؤں میں زنجیر ڈالی اور کشاں کشاں (خوشی خوشی) لے گئے۔

پیارے بچو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ''ایفائے عہد'' کی مثال پر غور کرو کہ ابھی صلح

نامہ تحریر میں نہیں یا ہے، اِسلام کے شیدائی ابُوجُندَل رَضی اللہ عنہُ لشکر اِسلام کی پناہ میں آ گئے ہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو قریش کے حوالے کر دیتے ہیں۔ اگر آپ صلّی اللہ علیہ وسلم اُن کو قُریش کے حوالے نہ کرتے تو کوئی قانونی گرفت (پکڑ) نہ تھی کیونکہ اَبھی صلح نامہ تحریر میں نہیں آیا تھا۔ لیکن آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اِس قِسم کی وَعدہ خِلافی کو پَسند نہ فرمایا۔

بچو ! وعدہ پورا کرنے والے شخص کا سب اِعتبار کرتے ہیں۔ اور جو شخص وعدہ خلافی کرتا ہے اُس کا کوئی اعتبار بھی نہیں کرتا اور لوگوں میں اس کی رسوائی اور ذلت ہوتی ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ابتدائی نصاب دینیات بچوں کیلئے

(Basic Course on Virtuous Ethics For Children)

Vol 3 باب

اخلاقیات

(Moral Ethics)

Part I to IV حصہ اول تا چہارم

مع

چھل حدیث

جامع و مرتب

الحاج سید محی الدین میر لطیف اللہ شاہ قادری M.S. (ece), MIETE,

المعروف منیر پاشاہ قادری سابق مہتمم پولیس حیدر آباد

فہرست

صفحہ	مضامین	سلسلہ نمبر
55	حصہ اول (Part - I)	1
56	چہل حدیث (21 تا 25)	2
57	حمد:۔ اللہ ہے میرا خدا (Praise)	3
58	نعت :۔ میرا نبی باعزت ہے (Encomium)	4
59	نیک عادت (نظم) (Virtuos Habit)	5
60	استاد کی عزت (Respect of Teacher)	6
63	سچائی (Truth)	7
66	استقلال (Perseverance)	8
69	حصہ دوم (Part - II)	9
70	چہل حدیث (26 تا 30)	10
71	نصیحت (نظم) (An Advice)	11
72	کفایت شعاری (Thrift)	12
75	اتفاق (Amity)	13
78	محنت (Deligence)	14
82	چہل حدیث (31 تا 34)	15
83	حصہ سوم (Part - III)	16
84	چہل حدیث (38 تا 38)	17
85	اخوت (Fatemity)	18
87	شجاعت (Bravery)	19
90	غرور (Pride)	20
93	حصہ چہارم (Part - IV)	21
94	چہل حدیث (39 تا 40)	22
95	ایثار (Sacrifice)	23
98	حسد (Gealous)	24
100	سادہ زندگی (Simple Life)	25

باب ﴿3﴾

اخلاقیات

(Moral Ethics)

Part I حصہ اول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چھل حدیث (21 تا 25)

21] اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَان

ترجمہ: شرم وحیا ایمان کا جز ہے۔ (مسلم)

خلاصہ: شرم وحیا انسانی زیور ہے۔ حیادار آدمی فطرتاً نیک اور ملنسار ہوتا ہے۔ سب لوگ اسکو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں نیک اور خوش اخلاق ہونا ایمان کی علامت ہے۔

22] اِیَّاکَ وَ صَاحِبَ السُّوْءِ فَاِنَّهٗ قِطْعَةٌ مِّنَ النَّار

ترجمہ: برے لوگوں سے اپنے آپ کو بچاؤ کیوں کہ وہ آگ کا ٹکڑا ہیں۔ (بیہقی)

خلاصہ: آدمی پر صحبت و ماحول کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ بروں کی صحبت میں آدمی برے کام (دوزخی کام) کرنے لگتا ہے۔ اسی طرح اچھے لوگوں کی صحبت سے انسان نیک ہو جاتا ہے۔

23] اِنَّ الْمُشَدِّقِیْنَ فِی النَّارِ

ترجمہ: بے شک بڑھ چڑھ کر باتیں کرنے والے دوزخ میں جائیں گے۔ (مستدرک)

خلاصہ: بڑھ چڑھ کر اپنی حیثیت سے زیادہ باتیں کرنا، بڑا بولنا جو آداب گفتگو کے خلاف ہے۔ بیجا فخر اور خود نمائی آدمی کو ذلیل بنا دیتی ہے۔ اللہ بھی ایسے شخص سے ناراض ہوتا ہے۔ بالآخر دوزخ ٹھکانہ ہو جاتا ہے۔

24] مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ وَ فَعَهُ اللّٰهُ

ترجمہ: جو شخص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے عاجزی اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکو بلند کرتے ہیں۔ (ابونعیم)

خلاصہ: انکساری خوش اخلاقی کی دلیل ہے۔ عجز اور بندگی اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ عاجزی اختیار کرنے والے کا سر بلند فرماتے ہیں۔ یعنی اسکی عزت و آبرو بڑھاتے ہیں۔

25] اَلْقِنَاعَةُ کَنْزٌ لَا یَغْنِی

ترجمہ: قناعت (تھوڑے پر راضی رہنا) ایسا خزانہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا۔ (بیقی)

خلاصہ: اعتدال پسندی (درمیانی چال) کا دوسرا نام قناعت ہے۔ قناعت کرنے والا ہمیشہ فضول خرچی سے بچتا اور سکون کی زندگی گذارتا ہے۔ قناعت ایسی برکت یعنی خزانہ ہے جو کبھی خالی نہیں ہوتا۔

(بقیہ احادیث صفحہ 70 پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿1﴾ حمدِ اللہ تعالیٰ

(Praise)

سب کا مولیٰ سب کا آقا — تو ہے یا رب قدرت والا
تیرے ہیں یہ چاند ستارے — تیرے ہی دن رات یہ سارے
عرش بنایا فرش بنایا — دنیا کے گلزار سجایا
تیرا ہے بس ایک اِشعارا — دنیا میں ہر کام ہمارا
تو ہے قائم تو ہے زِندہ — ہر ایک تیرے حکم کا بندہ
دیتی ہے ہر چیز گواہی — تیرے سوا ہے کون الٰہی
سب سے بہتر سب سے اعلیٰ — دونوں عالم کا رکھوالا

﴿ 2 ﴾ نعتِ رسول ﷺ

(Encomium)

رسولِ خدا بن کے آئے محمد ﷺ
بڑی روشنی ساتھ لائے محمد ﷺ
زمانے میں پیغام حق گونج اُٹھا
سَحر کی طرح جگمگائے محمد ﷺ
جہالت کی تاریکیوں کو مٹانے
مبارک ہو تشریف لائے محمد ﷺ
دل و جاں ہوئے نور ایمان سے روشن
خیالوں میں جب مسکرائے محمد ﷺ
ہدایت کے ہاتھوں سے قرآن دیکر
ہمیں تیرگی سے بچائے محمد ﷺ
گناہوں میں جکڑی ہوئی زند گی کو
نیا ایک اعلان سنائے محمد ﷺ
زمین کی لرزتی ہوئی پستیوں کو
فلک کی بلندی دیکھائے محمد ﷺ

﴿3﴾ نیک عادت

VIRTUOUS HABITS

میری زمین کے تارو اَخلاق کو سنوارو
دنیا میں نیک عادت سب سے بڑی ہے دولت
بنتے ہیں کام اِس سے ہو تا ہے نام اِس سے
باتیں بڑوں کی مانو مَرضی خُدا کی جانو
بچ کر بُرائیوں سے بن جاؤ سب سے اچھے
تعلیم کا اُجالا ہے کام آنے والا
پڑھنے میں جی لگاؤ آگے قدم بڑھاؤ
ڈھونڈو وہ کامیابی
جس میں نہ ہو خرابی

﴿4﴾ اُستاد کی عزّت

(RESPECT OF TEACHER)

سوال 1:- اُستاد (TEACHER) کا کیا مرتبہ ہوتا ہے۔؟

جواب :- پیارے بچو! اُستاد کا مرتبہ بھی ماں باپ کے برابر ہے۔

سوال 2:- اُستاد کا ہم پر کیا اِحسان ہے۔؟

جواب :- ماں باپ ہم کو پال پوس کر بڑا کرتے ہیں اور اُستاد ہم کو لکھنا پڑھنا سکھاتے ہیں۔ اور عقل و تمیز کی اچھی اچھی باتیں بتاتے ہیں ۔یہ اُستاد کا اِحسان ہے۔ جو بچے اُستاد کی عزت کرتے ہیں۔اُن کو اُستاد بھی دل سے چاہتے ہیں اور شوق سے پڑھاتے ہیں۔ایسے بچے آگے چل کر بڑے خوش نصیب ہوتے ہیں اور اُن کا نام دنیا میں مشہور ہوتا ہے۔

سوال 3:- حضرت امام اعظمؒ اپنے اُستاد کی کسی طرح عزت کیا کرتے تھے؟

جواب :- حضرت امام اعظمؒ (اللہ کی اُن پر رحمت ہو)، جو مسلمانوں کے بہت بڑے اِمام ہیں۔ اُن کی یہ حالت تھی کہ جب تک زندہ رہے کبھی اپنے اُستاد کے مکان کی طرف پاؤں لانبا نہیں کیا۔

اِس سعادت مندی (دل) سے عزت کرنے کا یہ اَثر تھا کے آپ کے اُستاد بھی آپؒ کی اِس قدر عزت کرتے تھے کہ لوگوں کو تعجب ہوتا تھا۔یہی وجہ ہے آج تک اُن کا نام دنیا میں مشہور ہے۔اور قیامت تک رہے گا۔

سوال4:- اُستاد کی خدمت کے تعلق سے بادشاہ ہارون رشید کے شہزادوں کا واقعہ بیان کرو؟

جواب:- ہارون رشید ایک مشہور بادشاہ (King) گذرے ہیں۔اُس کے دو بیٹے تھے۔ایک کا نام ''امین'' اور دوسرے کا نام ''مامون'' تھا۔ایک دن دونوں لڑکے اپنے اُستاد کے پاس پڑھ رہے تھے، اتفاق سے اُستاد کو کسی کام سے اٹھنا پڑا۔اُن کی جوتیاں (Shoes) سیدھی کرنے کیلیئے دونوں لڑکے دوڑ پڑے۔جوتیوں کے پاس پہنچ کر دونوں لڑنے لگے، ہر ایک چاہتا تھا کہ اُستاد کی جوتیاں میں سیدھی کروں۔آخر اُستاد نے یہ کہہ کر جھگڑا چکا دیا کہ ایک لڑکا ایک جوتی سیدھی کرے اور دوسرا لڑکا دوسری جوتی۔اسطرح دونوں نے جوتیاں سیدھی کیں اور اُستاد پہن کر چلے گئے۔

سوال 5:- بادشاہ نے سُنا تو کیا کہا؟

جواب:- ہارون رشید کو جب اسکی خبر ملی تو وہ بہت خوش ہوا۔دونوں کو بُلا کر بہت اِنعام (Prize) دیا۔بڑے ہو کر یہ دونوں لڑکے بادشاہ ہوئے۔

پیارے بچو! اگر دنیا میں اُستاد نہ ہوں تو ساری دنیا جاہل رہ جاتی اور ہم کو بھی چاہیے کہ اُستاد کی دل سے عزت کریں اور اُن کی خدمت بجالائیں۔

سوال 6:- اُستاد کے متعلق کوئی نظم سناؤ؟

جواب:-

نظم..........اُستاد

ہے ماں باپ کے بعد اَے باوفا زیادہ سبھوں سے حق اُستاد کا
جہاں تک ہے اُن کی عزت کرو دل وجاں سے تم اُنکی خدمت کروٗ
نہ ٹالو کوئی حکم اُن کا کبھی ہمیشہ رکھو اُن کو راضی خوشی
نہ ہو اُن کی خدمت سے ہرگز مَلُولؔ تمہیں دولتِ علم تا ہو حُصول
جو تم اُن کی خدمت بجالاؤ گے
تو خادم سے مخدوم بَن جاؤ گے

فرہنگ

ملول : بددل، اداس

مخدوم : آقا، مالک

﴿5﴾ سچائی (TRUTH)

سوال 7:- سچ بولنے کے متعلق خدا کا کیا حکم ہے؟

جواب :- بچو! تم جانتے ہو کہ سچ بولنا اچھی عادت ہے۔ اَب ہم تم کو اِسی سے متعلق کچھ اور باتیں بتاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ایک جگہ فرماتا ہے ''ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچ بولا کرو'' اور دوسری جگہ فرماتا ہے ''جھوٹ بولنے سے بچتے رہو''۔

سوال 8:- سچ بولنے کے فائدے بیان کرو؟

جواب :- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ''مسلمانو! سچ بولنا اپنے اُوپر لازم کرلو کیونکہ سچ بولنا آدمی کو نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنّت کا راستہ دکھاتی ہے''۔ آدمی جب سچ بولتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک صدیق (بڑا سچا) لکھا جاتا ہے۔

سوال 9:- بچو! جھوٹ بولنے کی بُرائی بیان کرو؟

جواب:- جھوٹ بولنے سے بچو، کیونکہ جھوٹ بولنا برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی دوزخ کی طرف لے جاتی ہے۔ جب آدمی جھوٹ بولتا ہے، تو اللہ کے نزدِیک کِذّاب (بہت جھوٹا) لکھا جاتا ہے۔ تم خود بھی جانتے ہو کہ جو شخص جھوٹ بولتا ہے، لوگوں میں اُس کا اِعتبار (بھروسہ) جاتا رہتا ہے۔ کوئی اُس کو عزت کی نظر سے نہیں دیکھتا ہے۔ جو آدمی سچ بولتے ہیں، وہ تمام برائیوں اور آفتوں سے بچے رہتے ہیں اور سب لوگ اُن کی عزت کرتے ہیں۔

سوال 10:- سچائی کے متعلق کوئی قصہ بیان کرو؟

جواب :- حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ایک بڑے ولی (اللہ کے دوست) گزرے ہیں۔ جن کو عام لوگ ''بڑے پیرؒ'' کہتے ہیں۔ آپؒ ابھی بچے ہی تھے کہ والد (باپ) کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ ضعیف والدہ (Mother) کے سوا کوئی آپؒ کی دیکھ بھال کرنے والا نہ رہا۔ آپؒ کو علم حاصل کرنے کا بڑا شوق تھا۔ ابتدائی تعلیم ختم کرنے کے بعد ایک دن آپؒ نے والدہ (ماں) کے خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا ''میں سنتا ہوں شہر بغداد میں تعلیم کا اچھا انتظام ہے۔ وہاں بڑے بڑے بزرگ اور اچھے اُستاد ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں چاہتا ہوں کہ وہاں جا کر تعلیم پاؤں اور اُن لوگوں کی صحبت سے فائدہ اٹھاؤں''۔ والدہ (ماں) نے علم حاصل کرنے کے لئے آپؒ کو سفر کی اجازت دے دی۔ اور 40 اَشرفیاں (GOLDEN COINS) بھی لباس میں بغل (Arm-Pit) کے نیچے سی دیں (Stiched) اور یہ نصیحت (تاکید) کر کے رخصت کیا کہ ''بیٹا! تم پر کیسی ہی آفت کیوں نہ آئے ہمیشہ سچ بولنا''۔ آپؒ والدہ (ماں) سے سچ بولنے کا وعدہ کر کے ایک قافلہ کے ساتھ بغداد کو روانہ ہوئے۔ اَبھی آدھی دور بھی نہیں گئے تھے کہ ڈاکوؤں (Robber) نے قافلہ پر حملہ کر دیا اور مال واَسباب لوٹنے لگے۔

ایک ڈاکو نے آپؒ سے پوچھا ''کچھ تمہارے پاس بھی ہے۔'' آپؒ نے جواب دیا ہاں چالیس اشرفیاں (GOLDEN COINS) ہیں۔ ڈاکو آپؒ کی صورت دیکھ کر سمجھا کہ یہ لڑکا مذاق کر رہا ہے۔ تھوڑی دیر میں ایک دوسرے ڈاکو نے پوچھا۔ اُسکو بھی آپؒ نے یہی جواب دیا اُس نے بھی یہی خیال کیا کہ یہ لڑکا دِلگی (JOKE) کر رہا ہے۔ اُس نے واپس جا کر اپنے سردار

سے ذکر کیا۔سردار (LEADER) نے آپؒ کو طلب کر کے دریافت کیا کہ تمہارے پاس کیا ہے آپ نے فرمایا ’’چالیس 40 اشرفیاں ہیں‘‘ پھر اُس نے سوال کیا کہ کہاں ہیں۔آپؒ نے جواب دیا کے کپڑوں میں بغل کے نیچے سِلی ہوئی ہیں۔یہ سن کر سردار نے ڈاکوؤں کو حکم دیا کہ دیکھو کپڑوں میں اَشرفیاں ہیں بھی یا نہیں؟ جب کپڑوں میں دیکھا گیا تو چالیس (40) اَشرفیاں نکلیں۔ ڈاکوؤں کو یہ دیکھ کر تعجب ہوا اور اُن کے سردار نے پوچھا ’’میاں لڑکے تم جانتے ہو کہ ہم چور ہیں اور ہم نے قافلہ (Carvan) لوٹ لیا ہے، پھر تم نے اپنی اَشرفیاں کیوں بتائیں؟۔‘‘

آپؒ نے جواب دیا کہ میری ماں نے مجھے ہمیشہ سچ بولنے کی نصیحت کی ہے۔میں اُس حکم کے خلاف نہیں کرسکتا۔آپؒ کے اِس جواب کا چوروں کے سردار پر بڑا اَثر ہوا۔وہ بے اِختیار رونے لگا اور یہ کہا کہ ’’تم کو اَپنے ماں کے حکم کا اِتنا لحاظ ہے کہ اُس کے خلاف نہیں کر سکتے، مجھ پر اَفسوس ہے کہ برسوں سے اپنے بڑے مالک (خدا) کی نافرمانی کر رہا ہوں‘‘۔پھر اُسنے آپؒ کے ہاتھ پر توبہ (Repentance) کرلی اور آئندہ کبھی خدا کی نافرمانی نہ کرنیکا عہد کیا ۔یہ دیکھ کر دوسرے ڈاکوؤں نے بھی توبہ کرلی اور ہر ایک کا مال واسباب واپس دے دیا۔

پیارے بچو! دیکھو ایک سچ بولنے کی برکت سے کیا فائدہ حاصل ہوئے؟

سچ کی بدولت حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اَشرفیاں محفوظ رہیں۔ قافلہ والوں کا مال واَسباب مل گیا۔چوروں نے چوری سے توبہ کرلی۔تم بھی بڑے پیرؒ کی طرح ہمیشہ سچ بولا کروَ۔جو بات دل میں ہو وہی ٹھیک ٹھیک زبان سے کہو جو بات بیان کروٹھیک اُسی طرح بیان کرو جیسا کہ تم نے اُسے دیکھا یا سنا ہے۔

﴿6﴾ اِستقلال

(PERSEVERANCE)

سوال11:- مستقل مزاجی سے کیا مراد ہے؟

جواب:- بچو! مضبوط اِرادے کے ساتھ مشکلات کا مقابلہ کرنے کی قوت کو ''اِستقلال'' کہتے ہیں۔ جو شخص اِستقلال سے کام کرتا ہے وہ ''مُستقل مِزاج'' (RESOLUTE) کہلاتا ہے۔ ایسے شخص کے مزاج یا صفت کو ''مستقل مزاجی'' (STEADINESS) کہتے ہیں۔

سوال12:- مُستقل مِزاج آدمی کے کچھ اَوصاف (Qualities) بیان کرو؟

جواب:- مُستقل مِزاج آدمی مضبوط اِرادے کا ہوتا ہے۔ وہ مصیبتوں سے گھبراتا نہیں بلکہ اُن کا ثابت قدمی (Firm) اور مَردانگی (Bravery) سے مقابلہ کر کے اپنے مقصد (Aim) میں کامیابی حاصل کرتا ہے۔

سوال13:- مُستقل مزاجی کے فائدے بیان کرو؟

جواب:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ''جب اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ کچھ بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اُس کو مصیبتوں سے آزماتا ہے''۔ اِس لحاظ سے ہر ایک مصیبت ایک اِمتحان ہے۔ جس کا نتیجہ کامیابی بھی ہے اور ناکامی بھی۔ مگر کامیاب صرف وہی شخص ہوتا ہے جو مُستقِل مزاج (Resolute) ہوتا ہے۔ یعنی وہ اُن مصیبتوں سے گھبرا کر ہمت نہیں ہارتا بلکہ اپنی مسلسل کوشش سے کامیاب ہوتا ہے۔

سوال 14:- تیمور نے ایک چیونٹی(Ant) سے اِستقلال کا سبق کس طرح حاصل کیا؟

جواب:- تیمور ایک بہت نامور اور بہادر بادشاہ گزرا ہے۔ اُس نے اَپنی بہادری سے بہت سے ملک فتح(Onqour) کئے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جنگ میں اُسے شکست(Defeat) ہوئی۔ اُسکی تمام فوج پریشان ہوکر بھاگ گئی اور وہ تنہا رہ گیا۔اور ایک غار(Cave) میں پناہ لی۔غار میں اَچانک اس کی نظر ایک چیونٹی پر پڑی کیا دیکھتا ہے کہ وہ ایک دانہ (Seed) لئے اُوپر چڑھ رہی ہے۔دانہ ذرا بھاری(وزن) تھا۔ جب تھوڑی دُور چڑھی تو پھسل کر نیچے گر پڑی۔ اُس نے پھر چڑھنا شروع کیا۔ابھی کچھ اُوپر چڑھی تھی کہ اُس سے دانے کا بوجھ نہ سنبھل سکا اور وہ پھر نیچے گر پڑی۔تیمور برابر اُسے دیکھتا رہا۔ وہ چیونٹی اِسی طرح بار بار چڑھتی اور گرتی تھی اور ہمت نہ ہارتی تھی۔ آخر کار چڑھ کر رہی۔ تیمور یہ عجیب وغریب واقعہ دیکھ کر بہت حیران(Wonder) ہوا اور دل میں سوچنے لگا کہ ایک چھوٹی سی چیونٹی بار بار گر کر بھی ہمت نہیں ہارتی ہے اور مُستقل مزاجی سے پھر کوشش کر کے اَپنے مقصد میں کامیاب ہوجاتی ہے تو کیا میں ایک چھوٹی سی چیونٹی سے بھی حقیر(کم) ہوں جو ہمت ہار کر بیٹھ جاؤں۔ میں تو اِنسان ہوں، مجھے ہرگز پست ہمت(Hope Less) نہ ہونا چاہئے۔وہ یہ خیال کر کے غار سے نکلا اور فوج کو جمع کر کے اپنی مُستقل مزاجی سے دشمن کا مقابلہ کیا کہ دشمن شکست کھا کر بھاگ گیا۔

سوال 15:- تیمور اور چیونٹی کے مُستقل مزاجی کے قصہ سے کیا سبق ملتا ہے؟

جواب:- پیارے بچو! تیمور نے ایک چھوٹی چیونٹی کے اِستقلال(Perseverece) سے سبق حاصل کر کے خود بھی دشمن کے ساتھ مُستقل مزاجی سے مقابلہ کیا۔اِس لئے اُس کی شکست فتح

سے بدل گئی اور وہ پہلے سے بھی بڑا بادشاہ ہو گیا۔ اِس واقعہ سے یہ سبق ملتا ہے کہ کسی مقصد کے حاصل کرنے میں تمہیں بھی کیسی ہی مصیبت کیوں نہ پیش آئے اُس کا تم کو مستقل مزاجی سے مقابلہ کرنا چاہئے۔ اگر ایک مرتبہ اُس مقصد میں ناکامی ہو تو ہمت نہ ہارنی چاہئے بلکہ مستقل مزاجی سے دوبارہ محنت و کوشش کرنی چاہئے۔

سوال 16:- مُستقل مزاجی کے مُتعلق کوئی اَچھی سی نظم سناؤ ؟

جواب:- نظم یہ ہے۔

مُستقل مزاجی

بشر کو لازم ہے کہ ہمت نہ ہارے   جہانتک ہو کام آپ اپنے سنوارے
خدا کے سِوا چھوڑ دے سب سہارے   کہ ہیں عارضی زور کمزور سارے
آڑے وقت تم دائیں بائیں نہ جھانکو
سَدا اپنی گاڑی کو گر آپ ہانکو
تُم ہی اَپنی مُشکِل کو آسان کرو گے   تُم ہی دَرد کا اَپنے دَرماں کرو گے
تُم ہی اَپنی مَنزِل کا سَاماں کرو گے   کرو گے اگر تُم ہی کُچھ اَگر یاں کرو گے
چُھپا دَستِ ہمّت میں زُورِ قضا ہے
مَثَل ہے کہ ہمّت کا حامی خُدا ہے

فرہنگ: بشر: آدمی، ہانکو: چلاؤ، سدا: ہمیشہ، درماں: علاج، دست: ہاتھ، قضا: قسمت

باب 3

اخلاقیات

(Moral Ethics)

Part II حصہ دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چہل حدیث (26 تا 30)

26] اَلصَّبُرُ كَنُزٌ مِنَ كُنُوُزِ الُجَنَّهِ

ترجمہ: صبر جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ (غزالی)

خلاصہ: بیماریوں مشکلوں اور مصیبتوں میں ضبط اور برداشت سے کام لینا ''صبر'' ہے۔ صبر کا اختیار کرنا دین و دنیا کی فلاح و کامیابی کا ذریعہ ہے۔ اور جنت کی کنجی ہے۔ جو ابدی (ہمیشہ کی) راحتوں کا خزانہ ہے۔

27] مَنُ غَشَّنِ فَلَيُسَ مِنَّا

ترجمہ: فریب اور دھوکہ دینا ایک بدترین عمل ہے۔ دھوکہ باز کو ہر وقت شرمندگی اور رسوائی ہوتی ہے اور لوگ اسکو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

خلاصہ: بھلا ایک مسلمان دھوکہ باز کیسے رہ سکتا ہے؟

28] لَا دِيُنَ لِمَنُ لَا عَهُدَ لَهٗ

ترجمہ: جس میں وعدے کی پابندی نہیں وہ دین میں نہیں۔

خلاصہ: ایفائے عہد (وعدہ پورا کرنا) اخلاقی کسوٹی (پرکھنا) ہے۔ جس کی وجہ سے لوگوں میں اعتماد پیدا ہوتا ہے۔ یہ اصول دین بھی ہے جس کے بغیر آدمی دین دار کہلانے کے لائق نہیں ہوتا۔

29] خَيُرُ الُمَالِ الُعَفُوُ

ترجمہ: معاف کرنا بہتر ہے سرمایہ (دولت) ہے۔ (دیلمی)

خلاصہ: عفو و درگذر کرنا جس شخص کی نمایاں خصوصیت ہو وہ بڑا ہی قابل قدر ہے۔

جذبہ ایثار (معاف کرنا) بغیر رنگ لائے نہیں رہتا۔ بالآخر انکا نعم البدل مل ہی جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ معاف کرنے والوں کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

30] اَلدِّيُنُ النَّصِيُحَةُ

ترجمہ: دین خیر خواہی کا نام ہے۔ (بخاری)

خلاصہ: دین کے معنٰی مذہب کے ہیں کوئی مذہب نفرت و دشمنی کی تعلیم نہیں دیتا۔ خصوصاً اسلام بھائی چارگی اور خیر خواہی کی عام تلقین (نصیحت) کرتا ہے۔ خیر خواہی برادران ملت اور عامۃ الناس کی جس کو نصیب ہو وہ اللہ کا مقبول بندہ ہے۔

(بقیہ احادیث صفحہ 94 پر)

﴿7﴾ نصیحت (An Advice)

سُن لو میری نصیحت ہے　　جس میں سَراسر حکمت ہے
کرو بزرگوں کی تعظیم　　اِس میں تمہاری عظمت ہے
عزت غیروں کی کرنا　　اِس میں تمہاری عزّت ہے
مال تو آتا جاتا ہے　　علم و ہنر سے عزت ہے
جو ہوتا ہے اچھا ہے　　اپنی اپنی قسمت ہے
صبر کرو گر مشکل میں　　آخر فتح و نصرت ہے
مایوسی ہے سخت بلا　　سب سے بدتر خصلت ہے
دیتا ہے ہر ایک کو حکیم　　جس میں اُس کی حکمت ہے
شیر و شکر تم بنکے رہو　　میٹھی سب سے محبت ہے
وقت کو تم ضائع نہ کرو　　وقت بہت لاقیمت ہے
پھل کاموں کا ملتا ہے　　جس کی جیسی نیت ہے
علم و عمل کی دنیا ہے　　اُن سے ساری وقعت ہے
فُرصت کو مت کھو بیٹھو　　فرصت سخت غنیمت ہے
جھوٹا خوار ہے دنیا میں　　جھوٹے کی کیا وقعت ہے
آپس میں مل جل کے رہو　　اچھی باہم اُلفت ہے
اپنے دل کو پاک رکھو
بہتر دل کی طہارت ہے

حسرت صدیقی

فرہنگ: تعظیم:عزت، نصرت : کامیابی، مدد، خصلت:عادت، وقعت:قدرت، طہارت:پاکی

﴿8﴾ کفایت شعاری
(THRIFT OR ECONOMY)

سوال 17 :- اِسراف کے کیا معنی ہیں بیان کرو؟

جواب:- ضرورت سے زیادہ خرچ کرنے کوفُضول خرچی یا اِسراف (WASTE) کہتے ہیں۔

سوال 18:- ''بُخل'' کے معنی سمجھاو؟

جواب:- ضرورت سے کم خرچ کرنے کو تنگ دِلی یا بُخل (STINGINESS) کہتے ہیں۔

سوال 19:- کِفایت شعاری کی تعریف کرو؟

جواب :- ضرورت کے موافق خرچ کرنے کوکفایت شعاری یا میانہ روی (درمیانی راستہ) کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نیک لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچ کرتے ہیں اور نہ تنگ دلی یا بخل کرتے ہیں بلکہ درمیانی راستہ (میانہ روی) اختیار کرتے ہیں۔

سوال 20:- فُضول خرچی یا اِسراف کی برائیاں بیان کرو؟

جواب :- جولوگ فضول خرچی کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اُن کوقرآن پاک میں ''شیطان کے بھائی'' فرمایا ہے اور ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا ہے۔ فضول خرچی کرنے والے صرف اللہ ہی کے گنہگار نہیں ہوتے بلکہ لوگوں میں بھی بے عزّت و بے آبرو ہو جاتے ہیں۔ اور طرح طرح کی تکلیفیں اُٹھاتے ہیں۔ وہ شادی بیاہ کے موقع پر فضول رسموں میں بے اَندازہ دولت لُٹا دیتے ہیں یا دکھاوے اور ٹیم ٹام کی خاطر اپنی آمدنی سے زیادہ خرچ کر دیتے ہیں۔

یا دوسرے کھیل کود اور تماشوں میں اپنی کمائی کا روپیہ برباد کر دیتے ہیں۔ جب اپنے پاس روپیہ نہیں رہتا ہے تو لوگوں سے قرض مانگتے ہیں اور جب قرض پابندی سے ادا نہیں ہوتا تو قرض دینے والوں سے منہ چھپاتے ہیں اور اِن فضول خرچیوں کی وجہ سے سب لوگوں میں ذلیل و خوار ہوتے ہیں۔ اِن فضول خرچیوں کی وجہ سے مسلمان آئے دِن تباہ و برباد ہو رہے ہیں۔ اسلئے تم کو بھی فضول خرچی نہ کرنا چاہئے۔

سوال 21:- بُخل کی برائیاں بیان کرو؟

جواب:- کچھ لوگ دنیا میں ایسے بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو پیسہ تو دیا ہے۔ مگر وہ نہ تو خود کھاتے ہیں۔ اور نہ رشتہ داروں اور دوستوں اور مُستحق لوگوں کے ساتھ کسی طرح کا سلوک کرتے ہیں۔ اور نہ اللہ کے نام پر کچھ خیرات کرتے ہیں۔ ایسے لوگ بخیل (کنجوس) کہلاتے ہیں۔ بخیلوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں اِرشاد فرماتا ہے "یہ نہ سمجھنا کہ جو لوگ خدا کی دی ہوئی دولت میں بخل کرتے ہیں وہ بخل اُن کیلئے اچھا ہے بلکہ یہ اُن کیلئے بُرا ہے اور قریب ہے کہ جس چیز میں وہ بخل کرتے ہیں، قیامت کے دن اُس کا طوق (گلے میں پٹہ) بنا کر اُن کی گردن میں ڈالا جائے گا"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "سخی (Generous) اللہ تعالیٰ سے قریب ہے، آدمیوں کے قریب بھی ہے اور دوزخ سے دور ہے بخیل (Miser) خدائے تعالیٰ سے دور، جنت سے دور اور دوزخ کے قریب ہے"۔ یعنی سخی آدمی کو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے۔ جنت میں جگہ دیتا ہے۔ اُس کو عام لوگ بھی دوست رکھتے ہیں۔ اور وہ دوزخ سے دُور

رہتا ہے۔اور بخیل کو اللہ تعالیٰ اپنے سے دور کر دیتا ہے۔وہ جنت کے قریب پھٹکنے نہیں پاتا ۔اُس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔

بچو! بخیل ایک تو اپنی جان پر تکلیف اُٹھاتا ہے، دوسرے اُس کو یہ بھی ڈر رہتا ہے اُس کا مال کہیں چور چرا نہ لے جائے۔ اِس فکر سے اُس کے دل کو چین نصیب نہیں ہوتا۔ تیسرے رشتہ داروں میں اور عام لوگوں میں ذلیل وخوار ہوتا ہے۔ چوتھے یہ کہ اس کو خدا اور رسول ناپسند کرتے ہیں۔اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔

اب تم کو معلوم ہو گیا کہ بُخل کتنی بری بَلا ہے۔اس لئے تم ہمیشہ بخل سے بچتے رہو۔ ساتھ ہی ساتھ فُضول خرچی (Lavish Expenditure) سے بھی بچو۔

سوال 22 :- کفایت شعاری کے فائدے بیان کرو؟

جواب :- جو شخص فضول خرچی نہیں کرتا بلکہ اپنی آمدنی سے کچھ بچاتا ہے۔اور بُخل بھی نہیں کرتا ایسے شخص کو ''کفایت شعار'' کہتے ہیں۔کفایت شعار آدمی راحت وآرام سے رہتا ہے وہ کبھی کسی سے قرض نہیں مانگتا۔سب لوگ اس کی عزت کرتے ہیں۔ یہ سب کفایت شعاری کی برکت (Grace) ہے۔

بچو! تم کو فضول خرچی اور بخل کی بُرائیاں اور کفایت شعاری کے فائدے معلوم ہو گئے۔ اَب ان باتوں کو یاد رکھو۔

1۔ فضول خرچی نہ کرو۔ 2۔ بخل سے بچو۔ 3۔ ہمیشہ کفایت شعاری سے کام کرو۔

﴿9﴾ اتفاق

(AMITY)

سوال 23:- ''اِتفاق'' اور ''اِختلاف'' کے معنیٰ بیان کرو؟

جواب:- بچو! ''اتفاق'' (Amity) کے معنیٰ ہیں ایک دوسرے سے میل جول رکھنا، مصیبت کے وقت ایک دوسرے کے کام آنا اور آپس میں لڑائی جھگڑا نہ کرنا۔

''اِختلاف'' (Opposition) کے معنیٰ ہیں مل جل کر نہ رہنا۔ لڑنا۔ جھگڑنا اور آپس میں دشمنی پیدا کرنا۔

سوال 24:- بچو! تم اِتفاق سے رہنا پسند کرو گے یا اِختلاف سے؟

جواب:- ''اِتفاق'' اور ''اِختلاف'' کے معنوں ہی سے ظاہر ہے کہ اِتفاق اچھی چیز ہے اور ''اِختلاف'' بہت بری چیز ہے۔ اسلئے بچوں کو چاہئے کہ آپس میں اِتفاق (UNITY) سے رہیں۔

سوال 25:- اِسلام کی اکثر عبادتوں میں ہم کو اِتفاق کا سبق کیسے ملتا ہے؟

جواب:- اِسلام کی عبادتوں سے ہم کو اتفاق کا سبق اِس طرح ملتا ہے۔

(1) پانچ وقت جماعت سے نماز پڑھنے میں یہ بھی مصلحت ہے کہ محلے کے مسلمان روزآنہ ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔

(2) جمعہ کی نماز جامع مسجد میں پڑھنے سے یہ فائدہ ہے کہ شہر کے مسلمانوں کو ہفتہ میں ایک مرتبہ ایک جگہ جمع ہونے کا موقع ملتا ہے۔ اس سے آپس کے اتفاق کو فروغ (Progress) ملتا ہے۔

(3) اِسطرح عیدین کی نماز عیدگاہ میں پڑھنے سے یہ فائدہ ہے کہ سب مسلمان سال میں دو مرتبہ ایک جگہ جمع ہوکر دینی اتفاق (Unity) کا ثبوت دیتے ہیں۔

(4) اللہ تعالیٰ نے مالدار مسلمان پر حج فرض کیا ہے، جس کی بدولت تمام دنیا کے مسلمان سال میں ایک مرتبہ مکّہ معظّمہ میں جمع ہوتے ہیں۔ اُن کو آپس میں ایک دوسرے کے معاملات اور حالات معلوم کرنے کا ایک موقعہ ملتا ہے۔ اس طرح مسلمانوں کو ایک دوسرے کو سمجھنے اور بھائی چارہ قائم رکھنے میں مدد ملتی ہے۔ حج گویا بین الاقوامی (INTERNATIONAL) سطح (Foram) پر آپس میں اِتفاق اور میل جول کا مظاہرہ کرنے کا موقعہ فراہم کرتا ہے۔

سوال 26:- اِتفاق سے متعلق احکامات بیان کرو؟

جواب:- قرآن شریف میں صاف لفظوں میں حکم ہے "اللہ کی رَسی کو مضبوط پکڑو اور آپس میں پھوٹ مَت پیدا کرو"۔ یعنی اِتفاق سے رہو اور اختلاف سے بچو۔ اِختلاف کرنے کا نتیجہ بہت برا ہوتا ہے۔ اِسلئے قرآن شریف میں ہم کو آگاہ کیا گیا ہے، "آپس میں مَت جھگڑو ورنہ تم کمزور ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا بگڑ جائے گی"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے۔

"مسلمان آپس میں ایک عمارت (BUILDING) کی اِینٹیں (BRICKS) ہیں جو ایک دوسرے کو سہارا (Support) دیتی ہیں"۔

سوال 27:- ملاپ کے فائدے اور پھوٹ کے نقصانات بیان کرو؟

جواب:- بچو! اِتفاق میں بڑی قوت ہے۔ جب آپس میں اِتفاق کرکے کوئی کام کیا جائے تو وہ کام کیسا ہی مشکل کیوں نہ ہو آسان ہو جاتا ہے۔

دیکھو ایک کچے دھاگے کو تم آسانی سے توڑ سکتے ہو مگر جب بہت سے دھاگوں کو ملا کر بٹ دیا جائے تو تمہارے لیئے تو کیا بڑے بڑے پہلوان کے لیئے بھی اِس کا توڑنا دشوار ہو جاتا ہے۔ جو لوگ مُتفق ہو کر (مل جل کر) کام کرتے ہیں، وہ بٹے ہوئے دھاگوں کے مانند ہیں۔ دشمن اُن پر ہرگز غالب نہیں آسکتا۔ اگر وہ جُدا (الگ الگ) ہو جائیں تو اُن کی حالت اِکھیرے (الگ الگ) دھاگوں کی جیسی ہوگی۔ اُن پر دشمن آسانی سے غلبہ (Overpower) پا سکتا ہے۔

یہ بات یاد رکھو! جن خاندانوں (Families) میں' جن قوموں (Communities) میں' اور جن ملکوں (Nations) میں اِتفاق ہے وہ آزاد (Free) اور آباد (Prosprous) ہیں۔

مُلک ہیں ''اِتفاق'' سے آزاد .... شہر ہیں ''اِتفاق'' سے آباد

سوال 28:- اِتفاق سے متعلق کن باتوں کو یاد رکھنا چاہیئے؟

جواب:- بچو! اِن چند باتوں کو یاد رکھو اور اُن پر عمل کیا کرو۔

1- سب کے ساتھ ''اِتفاق'' سے رہو۔

2- پھوٹ سے بچو۔

3- کسی سے جھگڑا نہ کرو۔ کبھی کسی سے جھگڑا ہو جائے تو جلد صلح (میل جول) کر لو اور اپنا دِل صاف رکھو۔

4- ہر کام صلاح اور مشورہ (MUTUAL-CONSULTATION) سے کرو۔

5- اپنی بات منوانے کے لیئے دوسروں کی اچھی رائے (GOODADVICE) سے کبھی اِختلاف نہ کرو۔

﴿ 10 ﴾ محنت (DILIGENCE)

سوال 29:- محنت کرنے کے فوائد بیان کرو؟

جواب:- محنت کرنے سے ہم کو راحت نصیب ہوتی ہے۔ مفلسی (POVERTY) تونگری (PROSPERTY) سے بدل جاتی ہے۔ تندرستی (HEALTH) قائم رہتی ہے۔ محنت کی بدولت ہم مال ودولت، علم وفضل (EXCELLANCE) حاصل کرتے ہیں۔ دنیا میں جتنے بڑے بڑے عالم و فاضل (SCHOLAR) گذرے ہیں، سب نے محنت ہی کی وجہ سے عزّت وشہرت حاصل کی ہے۔ اِنسان کسی مقصد کے حاصل کرنے کے لیئے محنت کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اُس کے کاموں میں برکت (PROSPERTY) دیتا ہے۔ اِسی لیئے کہا جاتا ہے کہ "حرکت میں برکت ہے" محنت کرنے سے مُشکل سے مُشکل کام آسان ہوجاتے ہیں۔

جو لوگ کسی کام کو مُشکل سمجھ کر کرنے سے ہچکچاتے (رُک جاتے) ہیں، یہ اُن کی بُزدلی (WEAKNESS) اور کاہلی (LAZINESS) ہے۔ دنیا میں کوئی کام ایسا نہیں کہ اِنسان اُس کو نہ کرسکے۔ اگر کبھی کسی مقصد میں ناکامی ہوتو ہمّت نہ ہارنی چاہیئے، بلکہ اُس مقصد کے حاصل ہونے تک برابر محنت وکوشش (TRIAL) کرنی چاہیئے۔

سوال 30:- محنت کرے بغیر دوسروں کی محنت اور کمائی سے فائدہ اُٹھانا کیسا ہے۔؟

جواب:- خود کسی طرح کی محنت نہ کرنا اور دوسروں کی محنت وکمائی سے فائدہ اُٹھانا بڑے شرم کی (SHAMFUL) بات ہے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ "اگر کوئی شخص جنگل

سے لکڑیوں کا گٹھا اپنی پیٹھ پر اُٹھا کر لایا کرے تو وہ اُس سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے مانگے اور لوگ اُسے دیا کریں"۔

سوال 31:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی محنت ومشقت میں کسطرح ہم سب کیلئے نمونہ ہے؟

جواب:- رسول اللہ صلّی اللہ علیہ سلّم خُود محنت و مشقت (SELF-HELP) کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ بچے تھے تو بکریاں چُرایا کرتے تھے۔ جب جوان (YOUNG) ہوئے تو تجارت (BUSINESS) کرنے لگے۔ جب آپ ﷺ اللہ کے حُکم سے نبیؑ (PROPHET) ہوئے تو دِن میں مسلمانوں کو آرام پہنچانے اور اسلام پھیلانے کے لیئے محنت ومشقت کرتے اور رات میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ آپؐ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کر لیتے تھے۔ خُود جانوروں کو چارہ ڈالتے، اونٹ (CAMEL) کو باندھتے، گھر میں صفائی کر لیتے، بکری (GOAT) کا دودھ دُوھ لیتے۔ خادم (نوکر) کو کام کاج میں مدد دیتے، بازار سے چیزیں خود جا کر خرید کرتے۔ خود اُن چیزوں کو اُٹھالاتے۔ اپنا کوئی کپڑا بلکہ جوتی پھٹ جاتی تو خُود ہی سی لیتے۔ بچو! ہمارے پیارے رسول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے بہترین نمونہ ہیں۔

سوال 32:- محنت کے تعلق سے آپ ﷺ کا واقعہ سناو؟

جواب:- ایک روز کا ذکر ہے کہ آنحضرت ﷺ سفر کو (On travel) گئے۔ آپ ﷺ کے ساتھ بہت سے ساتھی (صحابہ) بھی تھے۔ جب کھانا پکانے کا وقت آیا تو کوئی بکری ذبح کرنے (کاٹنے) لگا، کوئی اُس کو صاف کرنے پر تیار ہوا۔ غرض اِسی طرح سب نے ایک ایک کام اپنے ذمّے لے لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں جنگل سے لکڑیاں لاؤں گا۔ چنانچہ

آپ ﷺ جنگل سے لکڑیاں لائے، کھانا پکا اور سب نے مل کر کھایا۔ پیارے بچو! ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی (Follow) کر کے دین اور دنیا کی سعادت (بھلائی) حاصل کر سکتے ہیں۔ جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم محنت ومزدوری (Hard work) کو اپنے لئے بُرا نہ جانتے تھے تو پھر کیوں ہم محنت ومزدوری کو بُرا سمجھیں۔

سوال 33:- صحابیؓ کے ہاتھ کالے (Blackish) کیوں پڑ گئے تھے اور حضورؐ نے اُن کے ہاتھ کیوں بوسہ (پیار) لیا؟

جواب:- ایک بار کا ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ ایک صحابیؓ خدمت میں حاضر ہوئے اور اَدب سے سلام عرض کیا۔ حضور ﷺ اُن سے بہت خُوش مزاجی سے ملے اور ہاتھ پکڑ کر بٹھانے چلے، تو دیکھا کہ اُن کے ہاتھ کالے پڑے ہوئے ہیں۔ آپؐ کے دریافت کرنے پر صحابیؓ نے عرض کیا کہ حضورؐ دراصل میں محنت مزدوری کرتا ہوں اور پتھر پر پھاوڑا (SPADE) چلاتا ہوں اور اپنے بچوں کی گذراوقات کرتا ہوں، پھاوڑا (SPADE) چلانے کی وجہ سے ہاتھوں میں گٹھوں کے نشان ہیں جو کالے ہو گئے ہیں۔ صحابیؓ کی بات سُن کر حضور ﷺ بہت خوش ہوئے اور اُن کے ہاتھ کا بوسہ (پیار) لیا۔ اور کیوں نہ ہو کہ یہ کتنی خوشی کی بات تھی کہ ایک غریب صحابیؓ نے کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلایا، دھوکہ دھڑی یا بے ایمانی سے پیسے نہیں کمایا بلکہ محنت مزدوری کر کے اَپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالتا ہے۔ اِتنی محنت کرتا ہے کہ ہاتھ کالے پڑ جاتے ہیں۔ حضور ﷺ کی نگاہ میں یہ بات بہت ہی قابلِ قدر تھی۔ اِس لیئے آپؐ نے ہاتھا کا بوسہ لیا۔ اور صحابی کی ہمت افزائی فرمائی۔

سوال 34:- محنت کے متعلق ہمیں کن باتوں کو یاد رکھنا چاہئے؟

جواب:- بچو! محنت سے متعلق اِن چند باتوں کو یاد رکھنا چاہیے۔

1۔ محنت سے علم و ہنر (ART & SCIENCE) حاصل ہوتا ہے۔

2۔ محنت کرو، کماؤ، آپ کھاؤ اور اَوروں کو کھلاؤ۔

3۔ محنت کو عیب (بُرا) نہ سمجھو۔

4۔ محنت سے جی نہ چراؤ۔

5۔ کسی مقصد میں ناکامی ہو تو ہمّت نہ ہارو۔ پھر محنت و کوشش کیے جاؤ۔

سوال 35:- محنت کے متعلق کوئی دلچسپ نظم سناؤ؟

جواب:- نظم یہ ہے۔

نظم

محنت کرو تو ہوگی محنت سے دور کُلفت
محنت کرو ملے گی محنت کے بعد راحت

کیا علم و فضل و حکمت کیا مال و عزّت و کامیابی
حاصل ہوں نعمتیں سب، محنت ہی کی بدولت

محنت کے فائدوں کو اِک محنتی سے پوچھو
سُستی کی دیکھتے ہو تم رات دِن مُضرّت

بے کار رہنے والے، ہیں مبتلا مرض میں
جو لوگ محنتی ہیں، اَچھی ہے اُن کی صحت

مٹی خراب ہوگی پوچھے گا پھر نہ کوئی
چندے رہے جو یوں ہی محنت سے تم کو نفرت

سب کچھ ملا اِسی سے سب کچھ ملے گا اِسی سے
دنیا میں مال و دولت، عقبٰی میں حُور و جنّت

محنت کرو تو ہوگا، حاصل تمہیں سب کچھ
ضائع کسی کی ہوتے، دیکھی نہ ہم نے محنت

فرہنگ: کلفت: مصیبت، مضرت: نقصان، عقبٰی: آخرت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چہل حدیث (31 تا 34)

31] لَا یَرْحَمُ اللّٰہ مَنْ لَّا یَرْحَمُ النَّاسَ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہ کرے۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ: مخلوق خدا کے ساتھ رحم دلی صلہ رحمی اور نیک سلوکی سے پیش آنا ہے اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم کے مستحق ہوتا ہے۔

32] مَنْ سَکَتَ سَلِمَ

ترجمہ: جو شخص خاموشی اختیار کیا وہ سلامتی میں آ گیا۔ (ترمذی)

خلاصہ: خاموشی میں بے شمار فائدے پوشیدہ ہیں۔ خاموشی عقلمندی کی علامت ہے بکواس کرنے والے سے لوگ بیزار ہو جاتیں ہیں اور وہ کسی کام کا نہیں ہوتا۔ خاموشی عین سلامتی ہے۔

33] اِذَا غَضِبَ اَحَدُ کُمْ فَلْیَسْکُتْ

ترجمہ: جب تم میں سے کسی کو غصہ آ جائے تو چاہئے کہ خاموش ہو جائے۔ (حاکم)

خلاصہ: غصہ سے کوئی بات یا کام حل نہیں ہوتا بلکہ بگڑ جاتا ہے۔ اس وقت خاموشی ہی میں عقلمندی اور سلامتی ہے۔

34] مَنْ صَمَتَ نَجَا

ترجمہ: جو شخص خاموش رہا وہی نجات پایا۔ (ترمذی)

خلاصہ: دوسروں کی غیبت کرنا یا سننا، بے تحقیق باتیں کرنا، تہمت لگانا گویا خود فساد میں مبتلاء ہونا اور معاشرہ (Socity) میں بھی فساد برپا ہے۔ جو سخت ترین گناہ ہے۔ اسلئے اختیار اور خاموشی میں ہی نجات ہے۔

(بقیہ احادیث صفحہ ..... پر)

باب 3

اخلاقیات

(Moral Ethics)

Part III حصہ سوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چھل حدیث (35 تا 38)

35] اَلْکَذِبُ یَنْقُصُ الرِّزْقَ

ترجمہ: جھوٹ بولنے سے رزق کم ہوجاتا ہے۔(مسند احمد)

36] اَلْکِذْبُ مُعَانِبُ الْاِیْمَانِ

ترجمہ: جھوٹ بولنا ایمان کو ضائع (بے کار) کردیتا ہے۔(دیلمی)

37] اَحَبُّ الْحَدِیْثِ اِلَی اللّٰہِ آصْدَقُہٗ

ترجمہ: سچی بات اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے۔(بخاری)

38] سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَ قِتَالُہٗ کُفْرٌ

ترجمہ: مسلمان کو گالی دینا گناہ ہےاور لڑنا کفر سے قریب کردیتا ہے۔(بخاری و مسلم)

خلاصہ: ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کا احترام کرنا بے حد ضروری ہے۔ گالیاں دینا اور جھگڑا، اسلام میں ایک جہتی (میل جول) کو فنا کردیتا ہے۔ جو موجب کفر ہے۔ ایمان ہے تو امان ہے پھر تو یہ دنیا جنت ہے ورنہ دوزخ ہے۔

﴿11﴾ اُخوَّت

(FRATERNITY OR BROTHERHOOD)

سوال36-:- اُخوت کس کو کہتے ہیں؟

جواب۔ قُرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے"تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں"۔ اِسی کو "اُخوت" کہتے ہیں یعنی جس طرح ایک بھائی دوسرے بھائی کے رَنج وراحت میں شریک ہوتا ہے۔اِسی طرح ایک مسلمان کودوسرے مسلمان بھائیوں کے رَنج وراحت میں شریک رہنا(Share) کرنا) چاہئے۔

سوال37:- "مہاجر" کن کو کہتے ہیں؟ اور اَنصارکون ہیں؟

جواب:- ہمارے رسول حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ شریف سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں رونق اَفروز (پہنچے) ہوئے ،تو مکہ کے مسلمان بھی ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے یہ مہاجر کہلاتے ہیں۔اورمدینہ کے رہنے والے مسلمان اَنصار کہلاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "مہاجر" اور "اَنصار" کو ایک جگہ جمع کر کے اُن میں مُواخات (بھائی چارہ) قائم کردی؟ اِس کا یہ اثر ہوا کہ جو"مہاجر" جس "انصاری" کا بھائی بن گیا اُس "اَنصاری" نے اُس مہاجر کواپنی جائیداد و مال واسباب اور تمام چیزوں کوآدھا آدھا بانٹ دیا۔

سوال38:- بچو!تم کومسلمان بھائیوں سے کیسے برتاؤ کرنا چاہئے؟

جواب:- بچو! جس طرح اَنصار،مہاجرین کی مدد کیا کرتے تھے،تم کوبھی مسلمان بھائیوں کی

ہر طرح سے مدد کرنا چاہئے۔ انکے ساتھ خوش اخلاقی سے برتاؤ کرنا چاہئے۔

1۔ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی بات چاہو جو اپنے لئے چاہتے ہو۔

2۔ جب کسی مسلمان بھائی سے ملاقات ہو تو پہلے خود سلام کرو۔

3۔ مسلمان بھائی کو اچھے اَلقاب (نام) سے پکارو۔ کیوں کہ برے نام سے پکارنا گناہ ہے۔

4۔ جب کوئی مسلمان بھائی تمہارے پاس آئے تو اچھی جگہ بیٹھاؤ۔

5۔ سوال سے پہلے مسلمان بھائی کی ضرورت پوری کرو۔

6۔ اگر کوئی مسلمان بھائی بیمار ہو جائے تو اُس کی مزاج پرسی کرو۔

7۔ اگر کوئی مسلمان بھائی مر جائے تو جنازہ میں شرکت کرو۔

8۔ اگر کسی مسلمان بھائی سے رَنجش (ناراضی) ہو جائے تو تین دن سے زیادہ بات چیت بند نہ رکھو۔

9۔ اگر دو مسلمان بھائیوں میں کسی وجہ سے جھگڑا یا دشمنی ہو جائے تو صلح کرا دو یعنی پھر سے میل ملاپ کروا دو۔

10۔ مسلمان بھائیوں کی جان و مال اور عزت و آبرو کی ہر طرح حفاظت کیا کرو۔

11۔ کسی مسلمان بھائی کی غیبت(BACK BITING) اور عیب جوئی (ILL SPEAKING) نہ کرو اور نہ اُس کا مضحکہ (ہنسی) اُڑاؤ۔

﴿ 12 ﴾ شُجاعت (BRAVERY)

سوال39:- شُجاعت کے معنی بیان کرو؟

جواب:- ''شجاعت'' کے معنی ہیں بہادری ہے اور جس آدمی میں بہادری کی صِفت پائی جائے اُس کو''بہادر'' کہتے ہیں۔

سوال40:-''شُجاعت'' کے فائدے بیان کرو؟

جواب:- بہادر آدمی اپنے''نفس''(SELF) کو بڑے بڑے کام کرنے کے قابل اور''دل'' کو مَصائب (مشکلات) جھیلنے کا عادی بناتا ہے، وہ دِین دُنیا کے بڑے بڑے کام کرتا ہے۔ جن لوگوں میں بہادری یا شجاعت کی صِفت زیادہ ہوتی ہے وہ ثابت قَدمی (FIRMNESS) سے مُشکلات کا مقابلہ کر کے جلد اپنے مقصد کو پالیتے ہیں اور جو لوگ بُزدل اور پست ہمت ہوتے ہیں وہ خوف وہراس(FEAR) کی وجہ سے اپنا مقصد حاصل کرنے میں ناکام ونامُراد رہتے ہیں۔

خود رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بہادری پسند تھی۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ''جنت تلواروں کے سایہ کے نیچے ہے اور بَرکت گھوڑی کی پیشانیوں سے بندھی ہوئی ہے''۔ یعنی جنت اور برکت اُن بہادر شہسواروں کو ملتی ہے جو میدان جنگ میں ڈٹ کر دشمنانِ اِسلام کا مقابلہ کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم بہادری کو پسند فرماتے ہیں۔

سوال41:- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کی شجاعت کے متعلق واقعات بیان کرو؟

جواب:-حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اسلامی فوج کے ایک بڑے سپہ سالار گزرے ہیں۔

مَرتے وقت آپؓ کے آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور یہ فرما رہے تھے، ''اے کاش میں میدان جنگ میں لڑ کر اللہ کی راہ میں مارا جاتا اور شہید ہو جاتا۔ میں تلواروں کی ضربوں (ماریوں) اور نیزوں کے زخموں کو برداشت کر چکا ہوں مگر اَب بوڑھوں کی مانند مر رہا ہوں۔''

بچو! دیکھو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بہادر بن کر زندہ رہنے اور بہادر بن کر مَرنے کا کیسا شوق تھا۔ تم بھی اُن کی طرح بہادر بنو۔

2۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بڑے بہادر ہیں۔ آپؓ لڑائی کے میدان میں بے دَھڑک دشمنوں میں گھس جاتے اور اپنی بہادری سے دشمنوں کو بھگا دیتے۔ آپؓ کی بہادری کو دیکھ کر لوگ سخت حیرت و تعجب کرتے تھے۔ ایک دن لوگوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کہ آپؓ کیوں اِس قدر بے دھڑک اپنے دشمنوں میں گھس جاتے ہیں۔ کیا آپؓ کو اپنی جان کا ذرا بھی خوف نہیں ہوتا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ''موت کے آنے کا ایک وقت مقرر ہے اور جب وہ آجائے گا تو کسی طرح نہ ٹلے گا۔ خواہ وہ میدان جنگ میں آئے یا اَمن و امان کی حالت میں۔ جب تک میرا وقت نہ آئے اُس وقت تک دشمن میرا کچھ نہیں کر سکتا۔ اس لئے بغیر کسی خوف کے میں دشمنوں میں گھس جاتا ہوں''۔

بچو! سچ ہے وقت سے پہلے کوئی نہیں مَرتا اور جب مَوت کا وقت آجاتا ہے تو وہ ٹلتا نہیں پھر کیوں ہم مَوت سے ڈریں اور باہمت بن کر ہر ایک کام نہ کریں۔

3۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت و بہادری کو سب تسلیم کرتے تھے۔ سخت لڑائیوں میں جہاں بڑے بڑے بہادروں کے قدم اکھڑ جاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

ہمیشہ ثابت قدم رہے۔ شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ''جب گھمسان کی لڑائی ہوتی تھی تو ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آڑ میں جا کر پناہ لیتے تھے''۔

بچو! دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے بہادر ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہادری کو حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے بہادر مانتے ہیں۔ تم بھی بہادر بنو گے تو لوگ تمہاری بہادری کا لوہا مانیں گے، یعنی تعریف کریں گے۔

سوال 42:- بہادری کتنی طرح کی ہوتی ہے؟

جواب:- بہادری دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک ''جسم کی بہادری''، دوسرے ''دل کی بہادری''۔

1۔ ''جسم کی بہادری'' یہ ہے کہ اپنی جسمانی طاقت سے دشمن پر غالب آنا اور مصائب کا مقابلہ کرنا۔

2۔ ''دل کی بہادری'' یہ ہے کہ دشمن پر غالب ہونے کے باوجود اُس کی خطا (غلطی) معاف کر دینا۔

سوال 43:- ''جسمانی بہادری'' سے متعلق رُکّانہ پہلوان کے اِسلام قبول کرنے کا واقعہ بیان کرو؟

جواب:- کہتے ہیں کہ عرب میں ایک بہت ہی مشہور پہلوان رُکّانہ تھے۔ اُنہوں نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا کہ اگر آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کُشتی میں مجھے پچھاڑ دیں تو اسلام قبول کرلوں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو تین بار پچھاڑا۔ آخر اُنہوں نے نادم ہو کر اِسلام قبول کرلیا۔

سوال 44:- "دل" کی بہادری کے متعلق قصہ بیان کرو؟

جواب:-ایک روز آنحضرت ﷺ کسی درخت کے نیچے آرام فرمارہے تھے۔ایسے وقت میں آپ ﷺ کا ایک دشمن آیا اور آپ ﷺ کی تلوار لے کر کہنے لگا کہ "اب آپ ﷺ کو مجھ سے بچانے والا کون ہے" آپ ﷺ نے فرمایا "اللہ" یہ سُن کر وہ کانپ گیا اور تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ آنحضرت ﷺ نے وہ تلوار اُٹھالی اور فرمایا کہ "اب تجھے کون بچا سکتا ہے"۔ وہ شرمندہ ہوکر کہنے لگا کہ "آپ ﷺ کے سوا کوئی نہیں"۔آپؐ نے اُس کا قصور معاف کردیا۔

بچو! دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر چاہتے تو اُس بے اَدب کا سر تلوار سے اُڑادیتے مگر آپ ﷺ نے ایسا نہیں کیا۔یہ دِل کی بہادری کی بے نظیر مثال ہے۔

﴿ 13 ﴾ غرور (PRIDE)

سوال 45:- غرور کے معنی بیان کرو؟

جواب:- بچو! اپنے کو دوسروں سے بڑا اور اچھا سمجھنا "غرور" یا "تکبر" کہلاتا ہے۔

سوال 46:- غرور کی برائیاں بیان کرو؟

جواب:- غرور کرنا بہت بُری بَلا ہے۔غُرور کرنے والے سے اللہ تعالیٰ ناخوش ہوتا ہے اور سب لوگ بھی اسکو بُرا سمجھتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔"جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی غُرور ہوگا وہ جنت میں نہ جائے گا غُرور کرنے والوں کا انجام نہایت ہی بُرا ہوتا ہے"۔

سوال 47:- اِبلیس (شیطان) کیوں مَر دُود ہو گیا یعنی پھٹکارا گیا؟

جواب:- جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کر کے فرشتوں سے کہا کہ ''ہم آدم علیہ السلام کو زمین پر اپنا نائب (خلیفہ) بنا کر بھیجتے ہیں تم اُن کو سجدہ کرو'' یہ سن کر سب فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا مگر ابلیس (شیطان) نے تکبّر کیا اور حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اور کہا ''میں آدمؑ سے اچھا ہوں۔ میں آگ سے بنا ہوں اور آدم علیہ السلام مٹی سے۔ کس طرح ہو سکتا ہے کہ میں اُن کو سجدہ کروں'' شیطان کیونکہ اپنے آپ کو بڑا سمجھتا تھا، اُسے اَپنے علم و عقل پر گھمنڈ تھا۔ اِسی گھمنڈ اور غُرور کی وجہ سے اُس نے خدا کی نافرمانی کی اور حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کیا۔ غُرور کرنے کی وجہ سے اُس کی عزت خاک میں مل گئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اُسکو اَپنے دَربار سے دُھتکار دیا۔ اُسکا نام ہمیشہ کے لئے مَردُود (دھتکارا ہوا) شیطان ہو گیا۔ جس پر سب لعنت بھیجتے ہیں۔

بچو! تم بھی کبھی اَپنے کو دوسروں سے بڑا اور اَچھا نہ سمجھو اور اَپنے علم و عقل پر غُرور نہ کرو۔ غُرور کرنا بہت برا ہے۔

سوال 48:- فِرعون اور حضرت مُوسیٰ علیہ السلام کا قصہ بیان کرو؟

جواب:- مُلکِ مِصر میں فِرعون ایک بادشاہ تھا اور اِسرائیلی قوم پر طرح طرح سے ظلم کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کو اُن لوگوں کی حالت پر رحم آ گیا۔ اُن کو فِرعون کے ظلم و ستم سے بچانے کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فِرعون کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا کر ظلم و ستم سے باز آنے کے لئے نصیحت کی۔ مگر اُس نے آپ کی بات نہ مانی

کیونکہ اُس کو اپنی حکومت، فوج اور خزانہ پر گھمنڈ (غرور) تھا۔ اِس لئے برابر ہٹ دھرمی کرتا رہا۔ جب اُس کے ہر سوال کا جواب دے کر قائل کر دیا گیا تو آخر عاجز آ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اُنکے ساتھیوں کا دشمن ہو گیا اور اُن کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچاتا رہا۔ جب اُس کا ظلم و ستم حد سے بڑھ گیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی تمام قوم کو لے کر وہاں سے چل نکلے۔ فِرعون نے بھی آپؑ کا پیچھا کیا راستہ میں ایک بڑا دریا تھا۔ خدا کے حکم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریاء پر اپنا عصا (ہاتھ کی لکڑی) مارا تو دریا پھٹ گیا اور پانی ہٹ گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اُن کے ساتھی پار اُتر گئے۔ یہ دیکھ کر فِرعون بھی آپؑ کے پیچھے چل پڑا۔
جیسے ہی وہ اور اُسکے ساتھی دریا میں اُترے دریا جو راستہ بن گیا تھا وہ پھر پانی میں مل گیا۔ فرعون اور اُس کے ساتھی دریا میں غرق ہو گئے (ڈوب گئے)۔

بچو! [۱] دیکھو شیطان نے اپنی بڑائی پر تکبر کر کے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تو وہ ہمیشہ کے لئے مردود اور ملعون ہو گیا۔ یعنی پھٹکارا ہوا لعنتی ہو گیا۔

[۲] فِرعون اپنی حکومت فوج اور خزانوں اور ساتھیوں سمیت دریا میں غرق کر دیا گیا۔ سچ ہے "غُرور کا سر نیچا" ہوتا ہے۔

سوال 49:۔ غرور نہ کرنے کے لئے کِن باتوں کا خیال رکھنا چاہئے؟

جواب:۔ بچو! علم، عقل، دولت، عہدہ، ذات و خاندان کسی چیز پر غُرور نہ کرو۔ کبھی اَکڑ کر نہ چلو۔ اپنے کو دوسروں سے کم سمجھو ہر ایک کے ساتھ عاجزی اور ملنساری سے پیش آؤ۔

باب ﴿3﴾

اخلاقیات

(Moral Ethics)

Part IV حصہ چہارم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چہل حدیث (39 تا 40)

39] لَایَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ

ترجمہ: دوستی اور رشتہ داری میں بگاڑ پیدا کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ: سنی سنائی بات پر فوراً یقین کر لینا ہی آپس میں بگاڑ پیدا کرتا ہے۔ اسلام، بھائی چارگی اور میل ملاپ کی تعلیم دیتا ہے۔ جذبہ نفرت اور دشمنی کو مٹاتا ہے۔ غلط فہمی اور معمولی باتوں پر باہمی رشتوں میں بگاڑ پیدا کرنا شعار اسلامی نہیں بلکہ دائرے اسلام سے باہر ہونے کے مترادف عمل ہے۔

40] اَلْبَرَكَةُ مَعَ اَكَابِرِكُمْ

ترجمہ: برکت تمہارے (گھر کے) بڑے بزرگوں کے دم قدم سے ہے۔ (دیلمی)

خلاصہ: اپنے بزرگوں کے وجود کو غنیمت جانو۔ ان کے حقوق کی ادائی میں کوتاہی کرنا بربادی کا سامان ہے۔ خصوصاً ماں باپ استاد قریبی رشتہ داروں کی تعظیم و احترام کرنا عین سعادت (بھلائی و نیکی) ہے۔

باادب بانصیب ہوتا ہے۔ بے ادب بدنصیب ہوتا ہے۔ بڑوں کے سامنے ادب سے خاموش رہنا بیہودہ حرکتیں نہ کرنے سے تم آگے چل کر بڑے اور بزرگ انسان بن سکتے ہو۔ اور تم اللہ کے پسندیدہ بندے ہو جاؤ گے۔

﴿ 14 ﴾ اِیثار (SACRIFICE)

سوال50:- اِیثار کے معنی بیان کرو؟

جواب:- بچو! دوسروں کی حاجتوں (ضرورت) کو اپنی حاجتوں پر مُقدم (ترجیح) رکھنے کا نام اِیثار (قربانی) ہے۔

ایثار سخاوت (خیر خیرات) کی سب سے اعلیٰ قسم ہے جو نیک بندوں کی خصلت اور بزرگوں کی عادت ہے۔ اِیثار کرنے والے بندوں کو اللہ تعالیٰ بہت پسند کرتا ہے ۔

سوال51:- اِیثار سے متعلق کوئی واقعہ بتاو؟

جواب:- بچو! ایثار کے متعلق دو واقعہ سناتے ہیں (1) ایک اسلامی جنگ میں حضرت عکرمہؓ حضرت حارثؓ بن ہشام اور حضرت سہیل بن عمرو تینوں صحابی زخم کھا کر زمین پر گر پڑے۔ نزع (موت) کا وقت تھا ایک شخص پانی لایا اور حضرت عکرمہؓ کو پلانا چاہا۔ لیکن انہوں نے دیکھا کہ حضرت سہیلؓ پانی کی طرف دیکھ رہے ہیں، بولے پہلے اُن کو پلاؤ'' حضرت سہیلؓ کے پاس پانی آیا تو اُنھوں نے دیکھا کہ حضرت حارثؓ کی نگاہ بھی پانی کی طرف ہے بولے'' اُن کو پلاؤ' پانی ان تک پہنچنے تک ان کا انتقال ہوگیا۔ بالآخر سب کا انتقال ہوگیا۔

پیارے بچو! اُن بزرگوں کی ایثار کرنے کی حالت پر غور کرو کہ نزع (موت) کا عالم ہے۔ تِشنہ لبی (پیاس) ہے۔ زبان سوکھ کر کانٹا ہوگئی ہے۔ مگر اُن کی دِلی خواہش یہ ہے کہ اپنی جان جائے تو جائے پر دوسرے کی جان سلامت رہے۔

(2) ایک روز کا ذکر ہے کی رسول اللہ صلی اللہ وعلیہ وسلم کے پاس ایک مہمان آیا۔ آپ کے پاس اُس وقت کچھ نہ تھا۔ اِتنے میں وہاں ایک اَنصاری (صحابی) آئے۔ اور اُس مہمان کو اپنے ساتھ گھر لے گئے۔ گھر میں جا کر کھانا اُسکے سامنے رکھدیا اور اپنی بیوی سے کہا چراغ گل (خاموش) کردے اور اندھیرے میں اپنا ہاتھ بھی کھانے کی طرف بڑھاتے تھے گویا کھانے میں شریک ہیں۔ مگر حقیقت میں کھاتے نہیں تھے۔ یہاں تک کے مہمان نے سب کھالیا۔ جب صبح ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ تم نے رات کو جو سلوک مہمان کے ساتھ کیا وہ خداوندِ کریم کو بہت پسند آیا۔

بچو! اس واقعہ میں جن بزرگ انصاریؓ کا ذکر کیا گیا اُن کے جذبہ اِیثار (SPRIT OF SACRIFICE) کو دیکھو کہ خود تو بھوکے ہی رہے مگر مہمان کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا۔ اَگلے لوگ اِیثار و کرم کے مجسم نمونے تھے۔ دوسروں کو اپنی پیاس اور حاجتوں پر ترجیح دیتے تھے۔ اِیثار و کرم کے ایسے خوگر (دلدادہ) تھے کی اُس میں اپنی جان تک بھی جائے تو اُس کی پروا نہیں کرتے تھے۔

تم بھی اَگلے (PAST) بزرگوں کی طرح خودغرضی (SELFISHNESS) اور نفس پرستی کو اپنے سے مٹادو۔ اِیثار و کرم کے وہ کام کرو کہ جن سے اللہ تعالی کی خوشنودی حاصل ہو۔

سوال 52:- ناصرالدین کیسا بادشاہ تھا؟ اور اُس میں کون کون سی خوبیاں تھیں؟

جواب:- ناصرالدین ہندوستان کے مسلمان بادشاہوں میں ایک بہت ہی نیک اور سادہ مزاج بادشاہ تھا۔ سرکاری خزانہ سے اپنے ذاتی اخراجات کے لیئے ایک پیسہ بھی نہیں لیتا تھا۔

گذر اوقات کے لیئے اُس نے خوشنویسی (CALLIGRAPHY) اختیار کی تھی۔ کلامِ پاک اور دوسری کتابیں لکھ کر اُن کی آمدنی سے اپنے اخراجات پورے کرتا۔

سوال 53:- بادشاہ اور رئیس میں کیا گفتگو ہوئی ؟

جواب:- ایک دفعہ کا ذکر ہے کوئی رئیس (RICH) بادشاہ ناصر الدین سے ملنے آیا تو بادشاہ نے اُسے اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا ایک خوش خط کلامِ پاک دکھایا۔ رئیس اُسے دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ غور سے دیکھتا رہا پھر بولا ''اِس میں کچھ غلطیاں ہیں اُنھیں درست کر لیجئے گا''۔ رئیس کی نکالی ہوئی غلطیاں حقیقت میں غلطیاں نہ تھیں۔ پھر بھی ناصر الدین (بادشاہ) نے بالکل بُرا نہ مانا بلکہ مسکرا کر اُس کا بہت شکریہ ادا کیا، جن غلطیوں کی اُس نے نشاندہی کی تھی اُن کے گرد حلقہ بنا دیا کہ بعد میں درست کر لی جائیں گی۔

سوال 54:- ناصر الدین بادشاہ نے غلطیاں نہ ہونے کے باوجود الفاظ کے گرد حلقہ کیوں بنائے ؟

جواب:- بادشاہ کو معلوم تھا کہ غلطی کوئی نہیں ہے۔ مگر اُس نے اپنے مہمان کو شرمندہ کرنا یا اُس کا دل دُکھانا نہیں چاہتا تھا۔ اِس لیئے اپنی غلطیوں کا اقرار کر کے اُن کے گرد حلقہ بنا دیا۔ رئیس کے چلے جانے کے بعد اُن حلقوں کو مٹا دیئے۔

اُس وقت جو لوگ موجود تھے بادشاہ کی خوش اخلاقی دیکھ کر دنگ حیران رہ گئے۔ اور بہت متاثر ہوئے کہ اِتنے بڑے بادشاہ نے ایک معمولی رئیس کی دلجوئی کیلیئے اِتنے زبردست اخلاق کا مظاہرہ کیا جو ایک لحاظ سے ایثار بھی ہے۔

﴿ 15 ﴾ حسد (JEALOUSY)

سوال55:- حسد کے معنی بیان کرو؟

جواب:- بچو! حسد کے معنی ہیں دوسروں کو اچھی حالت میں دیکھ کر اُن سے جلنا اور یہ چاہنا کہ وہ اس حالت میں نہ رہیں۔

سوال56:- حسد کی برائیاں بیان کرو؟

جواب:- حسد ایک بدترین بیماری ہے اسلئے کہ حاسد اوروں کو اچھی حالت میں دیکھ کر خود رنج وغم میں گھلتا ہے اور اُن کی نعمت کا زوال (خاتمہ) چاہتا ہے۔ مگر اُسکا چاہا پورا نہیں ہوتا۔ اور وہ ہمیشہ حسد کی آگ میں جلا کرتا ہے۔

حاسد کو ایک دم نہیں راحت جہاں میں
رنج وحسد میں جان ہے جب تک کہ جان میں

یادرکھو! حسد کرنا بڑا گناہ ہے۔ اُس کی وجہ سے انسان کی نیکیاں برباد ہوجاتی ہیں۔

سوال57:- حسد نہ کرنے سے کیا فائدے ہیں؟

جواب:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ''حسد نیکیوں کو اِس طرح کھاجاتا ہے جس طرح کی آگ سوکھی لکڑی کو''۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ''آپس میں حسد نہ کرو نہ ایک دوسرے سے ملنا جلنا چھوڑ دو۔ اے اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ''

بچو! اگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر عمل کر کے حسد کرنا چھوڑ دیں اور آپس میں بھائی بھائی بن جائیں تو دنیا سے برائی اور جھگڑے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے مٹ جائیں۔

جو لوگ دوسروں پر حسد نہیں کرتے اللہ تعالیٰ ان کو بڑے بڑے مرتبے عطا فرماتا ہے۔

سوال58:- حاسد کا کیا انجام (End) ہوتا ہے؟

جواب:- حاسد کا انجام بہت برا ہوتا ہے۔ وہ اوروں کو اچھی حالت میں دیکھ کر خود رنج وغم میں گھلتا ہے، اسطرح وہ ہمیشہ حسد کی آگ میں جلا کرتا ہے۔ اور اسکی ساری نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔

سوال59:- حسد نہ کرنے کے متعلق اچھا سا واقعہ سناؤ؟

جواب:- ایک روز کا ذکر ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام، اللہ تعالیٰ سے باتیں کرنے کیلئے تشریف لے گئے۔ آپؑ نے ایک شخص کو عرش کے سایہ میں دیکھا تو یہ خیال کیا کہ اگر مجھ کو ایسا اعلیٰ مرتبہ نصیب ہوتا تو کیا اچھا ہوتا۔ پھر آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ اُس شخص کا نام ظاہر فرمایا جائے۔ حکم ہوا کہ اُس کے نام سے کیا غرض اس کا کام بتلایا جاتا ہے۔ اُس شخص میں تین (3) اچھی باتیں تھیں۔ ایک تو یہ کہ لوگوں کو اچھی حالت میں دیکھ کر حسد نہ کرتا تھا۔ دوسرے یہ کہ اپنے ماں باپ کی نافرمانی نہیں کرتا تھا۔ تیسرے یہ کہ لوگوں کی چغلی نہ کھاتا تھا۔

پیارے بچو! اگر تم بھی حسد نہ کرو گے ماں باپ کی نافرمانی نہ کرو گے، کسی کی چغلی نہ کھاؤ گے، تو اللہ تعالیٰ تم کو بھی بڑے بڑے مرتبے عطا فرمائے گا۔

﴿ 16 ﴾ سادہ زندگی (Simple-Life)

سوال60:- سادہ زندگی سے کیا مراد ہے؟

جواب:- بچو! سادہ غذا کھانے' سادہ لباس (کپڑے) پہنے اور اپنے رہنے کے طریقوں کو بھی سادہ بنانے کا نام ''سادہ زندگی'' ہے۔

سوال61:- ''سادہ زندگی'' سے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد مبارک بیان کرو؟

جواب:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ''میری اُمت کے نیک بندے تکلّف (دکھاوا) سے بری (Free) ہیں'' خود آپ ﷺ بھی سادہ زندگی کو بیحد پسند فرماتے۔ چنانچہ آپ ﷺ کو کھانے کیلئے جو میسر آتا وہ کھالیتے، جو پہننے کیلئے ملتا وہ پہن لیتے۔ آپ ﷺ کبھی پُر تکلف کھانے یا پُر تکلف لباس کی خواہش نہ فرمائے۔ آپ ﷺ اکثر جو کی روٹی اور کھجور کھا کر بسر فرماتے تھے۔

سوال62:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سادہ زندگی کے متعلق کچھ واقعات بیان کرو؟

جواب:- حضرت انسؓ ایک صحابی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ حج کو تشریف لے گئے۔ میں دیکھا کہ جو چادر حضور ﷺ کے جسم مبارک پر تھی اس کی قیمت چار درہم یعنی (بارہ تیرہ آنے) سے زائد نہ ہوگی۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے رہنے کے مکانات بھی عالیشان نہ تھے۔ بلکہ چند حُجرے تھے۔ حضرت عائشہ صدقہؓ کا حجرہ صرف اِس قدر تھا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز

جنازہ کیلئے لوگ اندر داخل ہوتے تو دس آدمیوں سے زیادہ کی اس میں گنجائش نہ تھی۔ گھر میں ساز وسامان بھی برائے نام ہوتا، مثلاً حضرت حفصہؓ کے حجرے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام فرمانے کیلئے ایک ٹاٹ کا ٹکڑا تھا جس کو دوتہہ کر کے بچھا دیا جاتا تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر جو چمڑے کا ہوتا، جس کے اندر کھجور کے ریشے بھرے ہوئے ہوتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ملنے جلنے کے طریقے بھی بالکل سادہ ہیں چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فقیروں کے برابر جا بیٹھتے۔ صحابہ کے درمیان چلتے، بازار سے سودا خریدتے اور خود اٹھا لاتے۔ اپنے جانوروں کو خود چارہ ڈالتے۔ گھر کے چھوٹے چھوٹے کام بھی اپنے ہاتھ سے خود کر لیا کرتے۔

سوال 63:- سلمان فارسیؓ کو گورنری ملنے پر آپؓ کو کا ''رہن سہن'' کیسا تھا؟

جواب:- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں آپؓ (سلمانؓ) مدائن کے گورنر مقرر ہوئے۔ پانچ ہزار دینار سالانہ آپؓ کی تنخواہ مقرر ہوئی۔ جب سرکاری خزانہ سے رقم ملتی تو آپؓ اُسے غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم کر دیتے۔ اور خود چٹائی بُن کر روزی کماتے۔ آپؓ اپنے لئے گھر نہیں بنایا۔ درختوں اور دیواروں کے سایہ میں پڑے رہتے۔ ایک پیالہ اور ایک لوٹا ہی ہمارے گورنر کا کل سامان تھا۔ اس پر بھی یہ حال کہ آپؓ کا آخری وقت آیا تو اُن چیزوں کو دیکھ کر روتے تھے۔ انہیں یہ بھی بوجھ (وزن) معلوم ہوتی تھیں۔ آپؓ نہایت سادہ زندگی گذارنے میں بہترین مثال ہیں۔

سوال64:- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کسی سادہ زندگی بسر فرمایا کرتے تھے؟

جواب:-خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی موٹے دھاٹے کپڑے استعمال فرماتے۔آپ رضی اللہ عنہ کا دَسترخوان بھی پر تکلّف (دیکھاوے کا) نہ ہوتا۔خِلافت کے بعد یہ سادگی زیادہ ترقی کرگئی تھی۔

چنانچہ وفات کے وقت اپنی صاحبزادی حضرتہ عائشہ صدیقہؓ سے فرمایا'' جب سے خلافت کا بار(بوجھ) میرے سر پر پڑا ہے میں نے معمولی غذا اور موٹے دھاٹے کپڑوں پر قناعت (صبر وشکر) کی ہے۔مسلمان کے مال میں سے میرے پاس ایک حبشی غلام ایک اونٹ اور اِس پرانی چادر کے سوا اور کچھ نہیں۔میرے بعد یہ تمام چیزیں عمرؓ کے حوالے کردی جائیں (جو آپؓ کے بعد خلیفہ ہوئے)۔دیگر خلفائے راشدین کی بھی اسی طرح سادہ زندگی رہیں۔

سوال65:- بچو! ان سادہ زندگی کی مثالوں سے تم کو کیا سبق حاصل ہوتا ہے؟

جواب: پیارے بچو! دیکھو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کیسی سادہ رہی کہ غذا میں، لباس (کپڑوں) میں، مکان میں، طرزِ رہائش (رہن سہن) میں کسی چیز میں بھی تکلّف (دکھاوا) نہ تھا۔اُسی طرح، حضرت ابوبکر صدیقؓ خلفیۂ وقت رہے، آپؓ چاہتے تو پُر تکلف (Ceremonious) غذا کھاتے پُر تکلف لباس پہنتے مگر آپؓ نے معمولی غذا اور معمولی لباس ہی کو پسند فرمایا۔تم بھی سادہ زندگی بسر کرو جو کچھ بھی کھانے اور پینے کیلئے مل جائے اس پر قناعت (CONTENT) کرو یہ خدا کے رسول اور نیک بندوں کے اوصاف ہیں۔

سوال 66:- حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی سادہ زندگی کے چند واقعات بیان کرو؟

جواب:- حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ خلیفہ ہونے کے بعد سادہ اور معمولی درجہ کا کپڑا پہنتے تھے۔ اور اُن میں بھی پیوند (Patches) لگے ہوتے تھے ایک دفعہ قمیص (Shirt) کی گریبان میں آگے اور پیچھے دونوں طرف پیوند لگے ہوئے تھے۔ نماز پڑھ کر بیٹھے تو ایک شخص نے کہا کہ "اے امیر المومنین! خدا نے آپؓ کو سب کچھ دیا ہے کاش آپ عمدہ کپڑے پہنتے" یہ سن کر آپ نے تھوڑی دیر تک گردن جھکالی اور سر اٹھا کر کہا "میانہ روی (Moderation) (اعتدال) مالداری (Riches) کی حالت اور عفو ودرگزر، (For giveness) قدرت (Over Power) کی حالت میں بہتر ہے" سچ ہے امیر ہوکر غریبوں کی طرح زندگی بسر کرنا بڑی بات ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے یہاں ایک مہمان رات کو آیا۔ اُس وقت آپؓ کچھ لکھ رہے تھے اور چراغ میں تیل نہیں تھا گل ہونے (بجھنے) لگا۔ مہمان نے کہا آپ حکم دے تو میں اُس کو درست کردوں آپؓ نے فرمایا "مہمان سے خدمت لینا ٹھیک نہیں"۔ اُس نے کہا کہ خادم کو جگادوں آپؓ نے فرمایا "اَبھی اَبھی اُس کی آنکھ لگی ہے"۔ یہ کہہ کر آپؓ ہی اُٹھے اور کُپّی (CAN) لے کر چراغ میں تیل ڈال دیا۔ مہمان نے کہا۔ "اے امیر المؤمنین! "آپؓ ہی نے کیوں تکلیف فرمائی"۔ آپ نے فرمایا "جب میں تیل لینے گیا تھا۔ جب بھی عمر ہی تھا۔ اَب پھر آیا تب بھی عمر ہی ہوں"

سوال 67:- حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ کی سادہ زندگی کے واقعات سے تم کو کیا سبق ملتا ہے؟

جواب:- پیارے بچو! حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے مہمان کو کیا اچھا جواب دیا، "جب میں تیل لینے کیلئے گیا تھا جب بھی عمر ہی تھا اور اَب بھی عمر ہی ہوں"۔ تم بھی حضرت عمر

بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی طرح جہاں تک ہو سکے ہر ایک کام اپنے ہاتھ سے کیا کرو۔ اور جہاں تک ہو سکے کھانے میں، لباس میں، رہنے کے طریقوں میں سادگی (Simplicity) برتو۔

سوال 68:- سادہ زندگی بسر کرنے سے کیا فائدے ہیں؟

جواب:- سادہ زندگی گزرنے کے بہت سے فائدے ہیں۔ اگر انسان اپنے گھر کا کام کاج خود کیا کرے تو اُس کی عزت میں کچھ کمی نہیں ہوتی۔ اسلئے بچو! تم بھی اپنے گھر کا کام کاج کرنے میں کبھی اپنی ذلت اور شان کے خلاف نہ سمجھو بلکہ جہاں تک ہو سکے ہر ایک کام اپنے ہاتھ سے کیا کرو۔ اور جہاں تک ہو سکے کھانے پینے، لباس اور اپنے رہنے سہنے کے طریقوں میں سادگی برتو اور ان میں حرص (TEMPTATION) نہ کرو۔ کیونکہ جو شخص پر تکلف زندگی بسر کرتا ہے اس کو طرح طرح کی فکریں آ گھیرتی ہیں اور وہ راحت و آرام سے نہیں رہ سکتا۔ اور جو شخص سادہ زندگی بسر کرتا ہے وہ ہمیشہ سکھ چین سے رہتا ہے۔

الحمدللہ اس ابتدائی نصاب دینیات (اخلاقیات) برائے طلباء و طالبات
کیلئے حسبِ ذیل کتب شائع کئے گئے۔

۱۔ توحیدورسالت حصہ اول تا چہارم
۲۔ دینیات حصہ اول تا چہارم
۳۔ اخلاقیات حصہ اول تا چہارم
۴۔ ارکان دین حصہ اول تا چہارم
۵- آسان علمِ تجوید قرآن
۶ صراطِ مستقیم وراہِ سلوک

ٹیلی ایجوکیشن کے مدِ نظر تفسیر قرآن مجید کے آڈیو سی ڈیز اور کیسٹ
بھی تیار کئے گئے

جو کتب زیرِ طباعت ہیں ان میں قابلِ ذکر

۱) غزواتِ نبوی ﷺ
۲) مراءتِ معراج المبارک
۳) طریقہ و مسائلِ حج و عمرہ
۴) فضائلِ رمضان المبارک
۵) ''کشکول قادریہ'' (حقائق و معارف پر مبنی)

باب اول : الاحسان وتصوف باب دوم : توحید و معارف

۶) نقشِ قدمِ رسول ﷺ (ائمہ و مجتہدین اور فنِ حدیث کے متعلق) ہیں۔

Ph. 23568160
http://lateefacademy.page.tl E Mail: lateefacademy@gmail.com

Lam'a_n Computer Graphics, Hyd. Cell : 9440877806